تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا

ستمبر ۱۹۶۴ء

مُدِیر مسئول

ابو العطاء جالندھری

سلسلہ احمدیہ کے اولین نامور کامیاب صحافی

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت شیخ صاحب مرحوم کو یہ فخر حاصل ہے ۔ کہ آپ جماعت احمدیہ کے سب سے پہلے اخبار نویس ہیں اخبار الحکم سلسلہ کا قدیمی اخبار ہے جس نے سلسلہ احمدیہ کی تاریخ کو محفوظ کیا ہے حضرت شیخ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تازیست اس کے ایڈیٹر اور مالک تھے اللہ تعالیٰ کی آپ پر ہزاروں ہزار رحمتیں نازل ہوں ۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا

تعلیمی، تربیتی، اور تبلیغی مجلہ

ماہنامہ

الفرقان

ربوہ

ستمبر ۱۹۶۴ء

(ایڈیٹر)
ابو العطاء جالندھری
مینجر
عطاء المجیب راشد

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان و بھارت .... چھ روپے
دیگر ممالک ...... تیرہ شلنگ
فی پرچہ .... باسٹھ پیسے
تاریخ اشاعت ۔ ہر ماہ کی دس تاریخ
بدل اشتراک بنام مینیجر پیشگی آنا چاہیے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۱۴ شمارہ ۹

ماہنامہ الفرقان ربوہ

جمادی الاولیٰ ۱۳۸۴ھ ستمبر ۱۹۶۴ء

مندرجات

For compo

اداریہ

افریقہ میں احمدی مبلّغین کی کامیاب تبلیغِ اسلام

احمدی مبشّر عیسائی مشنریوں سے زیادہ مقبول ہیں!

دوسرے فرقوں کو تبلیغِ اسلام کے لئے دعوت

اخبار پاکستان ٹائمز اور چٹان لاہور کے دو ضروری اقتباس

(۱)

روزنامہ جنگ کراچی ۲۰ اگست ۱۹۶۴ء میں حسب ذیل خبر شائع ہوئی ہے کہ:-

"پاکستان کے احمدی فرقہ کو غیر ممالک میں تبلیغ کے لئے ۱۹۵۹ء سے ۱۹۶۴ء تک بارہ لاکھ گیارہ ہزار نو سو اٹھاسی روپے کا زرِ مبادلہ دیا جا چکا ہے۔ یہ انکشاف آج قومی اسمبلی میں محکمہ خزانہ کے پارلیمانی سیکرٹری مسٹر محمد حنیف خان نے کیا۔ انہوں نے کالعدم جماعتِ اسلامی کے ایک رکن مولانا ابو الکلام محمد یوسف کے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ غیر ملکی زرِ مبادلہ دینے میں حکومت نے احمدیہ فرقہ کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک روا نہیں رکھا کیونکہ حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ جو بھی مذہبی ادارہ غیر ممالک میں تبلیغی مقاصد کے لئے زرِ مبادلہ طلب کرے اُسے یہ زرِ مبادلہ فراہم کیا جائے۔"

حکومت پاکستان کی اِس **واضح پالیسی** کے ہوتے ہوئے تبلیغِ اسلام کے نام پر عوام سے روپیہ لینے والی جماعتوں کا فرض تھا کہ وہ سب غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے جائیں اور خدائے واحد کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پہنچائیں مگر افسوس کہ ایسا نہیں ہوا۔ ہم "کالعدم جماعت اسلامی" سے کیا کہیں اسے تو اقتدار کے حصول کے نشہ نے مخمور کر رکھا ہے اور وہ رات دن اسی کے لئے کوشاں ہے۔ اسے اندرونِ ملک فساد برپا کرنے سے ہی فرصت کہاں ہے کہ بیرونی ممالک میں جا کر اسلام کا نام بلند کرے۔ کیا اس کا یہ کارنامہ تھوڑا ہے کہ وہ بیرونِ پاکستان تبلیغِ اسلام کرنے والی جماعت، جماعتِ احمدیہ کے راستہ میں روڑے اٹکاتی رہتی ہے۔

(۲)

جناب مودودی صاحب کی پارٹی کے علاوہ دوسری مسلم جماعتوں کا بھی فرض ہے کہ وہ تبلیغ اسلام کے لئے بیرونی ممالک میں جائیں۔ احراری لیڈر جناب شورش کاشمیری ایڈیٹر چٹان لاہور نے حکومتِ پاکستان کی مندرجہ بالا پالیسی کو ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:۔

"دوسرے تبلیغی اداروں کو بشرطیکہ وہ ایسی مہمات کے داعی ہوں حکومت کو زرِ مبادلہ دینے میں کوئی عذر نہیں۔"

اور پھر سیکرٹری صاحب مجلس تحفظِ ختمِ نبوت سے بایں الفاظ خطاب فرمایا ہے کہ:۔

"مجلسِ ختم نبوت کے نام سے انہوں نے جو ادارہ بنا رکھا ہے اس کا کیا کام ہے؟ معاف کیجئے مرزائیوں کے خلاف دیہاتوں میں زخمی مسافتوں کے بعد ایک آدھ جلسہ کر لیا۔ مرزائیوں کی تبلیغ و تنظیم اور اثر و طاقت کے مقابلہ میں یہ چیز قطعاً کوئی معنے نہیں رکھتی۔ اور نہ ختم نبوت کے فنڈ سے زمین خرید کر کوئی ایسی فصل کاشت کی جا سکتی ہے جس سے ختم المرسلین کی شاخِ ثمر آور پروان چڑھ سکتی ہے۔ یہ فنڈ آپ کن مبلغوں کے لئے جمع کرتے ہیں؟ آپ کا کوئی لٹریچر ہے؟"

(چٹان ۳۱ر اگست ۶۴ء ص۴)

گویا مدیر چٹان "مجلس تحفظ ختم نبوت" والوں سے کہنا چاہتے ہیں کہ آپ کا "سارا کام" صفر کے برابر ہے آپ کچھ کر کے دکھائیں۔ جب حکومتِ پاکستان تمام تبلیغی جماعتوں کو بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے زرِ مبادلہ دینے کے لئے آمادہ ہے تو آپ لوگ باہر جا کر تبلیغ کیوں نہیں کرتے یہاں بیٹھ کر اپنی قوتوں کو کیوں ضائع کر رہے ہیں۔ اب دیکھنے والی یہ بات ہے کہ آیا "مجلس تحفظِ ختم نبوت" والے غیر مسلموں کے درمیان تبلیغ اسلام کے کٹھن کام کی جرأت کریں گے یا بدستور "مرزائیوں" کو گالیاں دے کر خوش ہوتے رہیں گے؟

(۳)

قارئین کرام حکومتِ پاکستان کی پالیسی کا اعلان اوپر پڑھ چکے ہیں۔ "جماعتِ اسلامی" کی نکتہ چینی اور "تحفظ ختم نبوت" والوں کی بے حسی کا بھی مطالعہ کر چکے ہیں۔ آئیے اب جماعتِ احمدیہ کی صرف افریقہ میں تبلیغِ اسلام کے لئے مساعی کی ایک جھلک بھی ملاحظہ فرمائیں۔

روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور کے Independence Day Supplement (۱۴ر اگست ۱۹۶۴ء) میں ایک مضمون بعنوان "Our relationship with New Africa" شائع ہوا ہے۔ یہ مضمون اخبار مذکور کے مشرقِ وسطیٰ کے نمائندہ خصوصی فرید ایس۔ جعفری نے تحریر کیا ہے۔ جعفری صاحب اس Kashmir delegation کے جو افریقی ممالک کے دورہ پر گیا تھا ممبر بھی تھے۔ جناب جعفری صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"The Ahmedi Missionaries are strangely enough very popular even with President NKRUMAH. I was explained that they were doing real human services by imparting both religious and secular education to young Ghanians and did not creat any schism or bitterness between people. They were in fact working for unity among the people. I was told that as the approach of Ahmedi Missionaries was better than Christian Missionaries, they are welcome and liked."

یعنی احمدی مبلّغین کو عام طور پر قابلِ تعجب حد تک اس ملک میں مقبولیت حاصل ہے۔ یہاں تک کہ صدرِ مملکت مسٹر نکرومہ سے بھی ان کے گہرے دوستانہ تعلقات ہیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ احمدی مبلّغین مملکتِ غانا کی نئی پود کو مذہبی اور عام دنیوی علوم کی تعلیم دینے کے ذریعہ حقیقی انسانی خدمات بجا لا رہے ہیں اور وہ وہاں کے لوگوں میں کسی قسم کی باہمی تفرقہ، کشیدگی اور تلخی پیدا نہیں کرتے حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگوں میں باہمی اتحاد و تعاون کے لئے مصروفِ عمل ہیں۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ چونکہ احمدی مبلّغین کا تبلیغ و تعارف کا طریقہ عیسائی منادوں کی نسبت زیادہ بہتر ہے اس وجہ سے ان کو خوش آمدید کہا جاتا ہے اور ملک بھر میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے!"

(پاکستان ٹائمز لاہور ۱۴ر اگست ۶۴ء)

کیا ضرورت نہیں کہ تمام مسلمان فرقے اسی روحِ اسلامی سے سرشار ہو کر تبلیغِ اسلام کے لئے اپنے وطن سے دُور نکل کر بنی نوعِ انسان کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچائیں؟ یقیناً اس کی ضرورت ہے۔ تبلیغِ اسلام کسی کی اجارہ داری

نہیں۔ ہم تو چشم براہ ہیں کہ دوسرے فرقے بھی اس میدان میں نکلیں اور ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ "فصل تو تیار ہے مگر مزدور کم ہیں"۔ لیکن تبلیغِ اسلام کے کٹھن کام کے لئے اسلام سے سچے عشق اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی محبت رکھنے والوں کے سوا کون نکلے گا۔ دودھ پینے والے مجنون تو بے شمار ہوتے ہیں مگر خون دینے والے مجنون کم ہی ہوتے ہیں۔ حضرت مسیحِ پاک علیہ السلام نے فرمایا تھا ؎

ایں دو فکرِ دینِ احمدؐ مغزِ جانِ ما گداخت
کثرتِ اعدائے ملّت قلّتِ انصارِ دیں

دردمند مسلمانوں کے لئے لمحۂ فکریہ

علماء لوگوں کو اسلام سے مرتد کر رہے ہیں

جناب شورش صاحب مدیر چٹان کا اعلان

ہفت روزہ چٹان (لاہور) کے مدیر کہتے ہیں کہ "لاکھوں آدمی عیسائی ہو چکے ہیں" اور پھر اس سوال کا جواب دیتے ہیں کہ لوگ اسلام سے کیوں مرتد ہو رہے ہیں لکھتے ہیں کہ:-

"لوگ مرتد کیوں ہو رہے ہیں اس کی واحد وجہ ہمارے نزدیک خود علماء کا وجود ہے جو مصلحتوں کی فصل کاشت کرتے وقت اصل اسلام اور اصل قرآن کو گلدستۂ طاقِ نسیان بنا دیتے ہیں۔ عامۃ الناس کو اب فروعات کوئی دلچسپی نہیں۔ ان کا مسلک ہرچہ بادا باد ہو چکا ہے واقعہ یہ ہے کہ پچھلی کئی صدیوں سے جتنا نقصان ہمارے علماء محترم کی اکثریت نے اسلام کو پہنچایا ہے اتنا شاید نصرانیت اور مجوسیت کے اجتماعی حملے نے بھی نہ پہنچایا ہو۔ لوگ مرتد اسلئے نہیں ہو رہے ہیں کہ ان کے لئے اسلام میں دلکشی نہیں رہی۔ لوگ اسلئے مرتد ہو رہے ہیں کہ جو لوگ مسندِ رسولؐ کے وارث ہیں اور جنہوں نے اپنے ناموں کے ساتھ خطاباتِ حسنہ کا ایک انبار لگا رکھا ہے ان کے اعمال و افعال عامۃ الناس کو مرتد کر رہے ہیں۔" (چٹان ۷ ستمبر ۶۴ء صفحہ ۴)

الفرقان۔ خدارا ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں کہ جب گھر کے چوکیدار ہی نقب زنوں کا کام کر رہے ہوں ۴ اور خود اس گھر کی قیمتی متاع کو ضائع کر رہے ہوں تو اُس گھر کے بچاؤ کی کیا صورت ہے؟ کیا ایسے "علماء محترم" کو اسلام کا علمبردار بنائے رکھنا چاہیئے جو عوام مسلمانوں کو مرتد کر رہے ہیں نیز کیا ایسے علماء کے فتووں کو پرِکاہ کے برابر بھی وقعت دی جانی چاہیئے؟ ہرگز نہیں۔

کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ دردمند مسلمان غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ کے مطابق اِس خطرناک دور میں اسلام کی حفاظت کا کیا انتظام فرمایا ہے؟ کاش مسلمان غور فرمائیں ✦

حکومتِ پاکستان کی فوری توجہ کے لئے

کالعدم جماعتِ اسلامی کے سابق رکن مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف ایڈیٹر المنبر لائلپور کی طرف سے ایک ٹریکٹ بعنوان "مرزا غلام احمد کے پمفلٹ ایک غلطی کا ازالہ کی ضبطی" ملک کے طول و عرض میں بکثرت شائع کیا جا رہا ہے۔ یہ ٹریکٹ صریح غلط بیانیوں کا مجموعہ ہے۔ اس میں انتہائی اشتعال انگیز زبان استعمال ہوئی ہے۔ اگر کسی دینی عقیدہ یا مسئلہ پر ازروئے دلائل بحث کی جائے تو جماعت احمدیہ دلائل کے رو سے جواب دے سکتی ہے مگر محض غلط بیانی، گالی گلوچ اور اشتعال انگیزی کا ہم کیا جواب دے سکتے ہیں فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکیٰ۔

اس ٹریکٹ میں پاکستان کی سالمیت کو تباہ کرنے کی خطرناک ترین سکیم کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ جناب اشرف صاحب جماعتِ احمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

(الف) "آپ کو محسوس ہونا چاہیئے کہ آپ ایک ایسے ملک کے باشندے ہیں جس کے **اصل مالکوں**، ملتِ اسلامیہ کے کروڑ مسلمانوں، کے عقائد آپ سے یکسر مختلف ہیں۔"

(ب) **ہم دیانۃً قادیانیوں کی جان و مال کی حفاظت** کو ضروری سمجھتے ہیں اسلئے کہ ہم بحیثیت قوم ان سے اس حفاظت کا عہد کر چکے ہیں۔" (ٹریکٹ مذکور ص ۲۴)

پاکستان خدا تعالیٰ کے فضل سے تمام **پاکستانیوں** کی مشترکہ جدوجہد کے نتیجہ میں قائم ہوا ہے۔ قائدِ اعظم مرحوم نے قوم کو ایک ایسے متحدہ پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے یہ کامیاب جنگ لڑی تھی جہاں پر شیعہ، سُنّی، دیوبندی، بریلوی، احمدی، غیر احمدی کی کوئی تمیز نہ تھی۔ سب کلمہ گو اس میں برابر کے شریک تھے۔ پاکستان بننے پر قائدِ اعظم نے سب پاکستانیوں کو اس کا **اصل مالک** قرار دیا اور بلا امتیاز مذہب و قوم تمام پاکستانی باشندوں کو بلحاظ حقوق **یکساں** ٹھہرایا۔ ہمارے ملک میں کوئی شخص دوسرے درجہ کا شہری نہیں۔ پھر اوّل تو جماعت احمدیہ کے عقائد عین اسلامی **عقائد** ہیں تعبیر و تفسیر کا اختلاف تو سب فرقوں میں ہے بلکہ احمدیوں کی نسبت ان کا باہمی اختلاف شدید تر ہے۔ دوم جماعت احمدیہ نے پاکستان کی جنگ میں پورا پورا حصہ لیا ہے۔ خود جناب قائدِ اعظم نے اس امر کو برملا تسلیم فرمایا تھا۔ پس ہم ایک لمحہ کے لئے بھی یہ تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں کہ ہم اس ملک کے اصل مالک نہیں یا ہم اس ملک میں دوسرے درجہ کے شہری ہیں یا ہماری جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری کسی اشرف یا غیر اشرف پر ہے۔ ہم پاکستان کے برابر کے مالک ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بعد ہم سب مشترکہ طور پر آئین کے مطابق جانوں اور مالوں کے محافظ ہیں۔ عبدالرحیم صاحب اشرف تو قیامِ پاکستان کے وقت اس اسلامی جماعت کے سرگرم رکن تھے جو پاکستان کے قیام کی سخت مخالف تھی اور حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے پاکستان میں آجانے کے باوجود قائدِ اعظم مرحوم کی لائنوں پر بننے والے پاکستان کو آج تک تسلیم نہیں کیا بلکہ اس کی تخریب کے درپے رہتے ہیں۔ اشرف صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ اسی تخریبی کارروائی کا ایک نمایاں حصہ ہیں۔ آج وہ یہ بات احمدیوں کے بارے میں کہہ رہے ہیں کل کو **شیعہ** صاحبان کے متعلق کہیں گے پرسوں **بریلوی** حضرات کے بارے میں یہی اعلان کریں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مذہبی اختلاف کی بنا پر کسی گروہ کو پاکستان کے "اصل مالکوں" کے زمرہ میں سے نکالنے کا کسی کو حق نہیں ہے۔ اس قسم کی تحریک جاری کرنے والا پاکستان کے استحکام کا دشمن ہے۔ حکومتِ پاکستان کا فرض ہے کہ اس قسم کی

وما علینا الا البلاغ المبین +

شذرات

(۱) بائیبل کی حیثیت

ایک پادری صاحب نے بائیبل کے متعلق تسلیم کیا ہے کہ:۔

"مقدس بائیبل ایک ایسی کتاب ہے جس میں ہر ایک کو اپنے اور اپنی طبیعت کے مطابق بیانات مل ہی جاتے ہیں یعنی آپ سے عرض کروں جھوٹ، چوری، زنا، شراب نوشی وغیرہ وغیرہ کے لئے اکثر لوگوں نے آیات پیش کرکے ان کو جائز قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ کتاب مقدس ان باتوں کو روا رکھتی ہے۔" (اخوت جولائی ۶۴ء صفحہ ۹)

الفرقان: اس بیان پر ہمیں کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔

(۲) "ایک غلطی کا ازالہ" کی بحالی

حکومت مغربی پاکستان نے جماعت احمدیہ کی مروضات کے پیش نظر اپنے سابقہ فیصلہ دربارہ ضبطی رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" پر غور فرما کر اسے واپس لے لیا ہے اور رسالہ کی اشاعت کی اجازت فرما دی ہے جس کے لئے ہم حکومت کے ممنون ہیں۔ یہ ایک اصولی سوال تھا اور حکومت کی یہ خوبی ہے کہ اس نے اپنے فیصلہ کی خامی کو محسوس کرتے ہوئے مناسب رنگ میں اس کا تدارک فرما دیا ہے۔ مگر احمدیت کے ایک معاند نے خواہ مخواہ اسے اپنے وقار کا سوال بنا لیا ہے۔ ایڈیٹر المنبر لائل پور نے اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل الفاظ اپنے لئے استعمال کئے ہیں۔ (۱) "انتہائی ذلت" (۲) "حالت ذلت و رسوائی میں شرمندہ و سرفگندہ" (۳) "ذلت و رسوائی کے گہرے گڑھے" (۴) اس قدر اذیت ہوئی کہ اعصاب جواب ہی دے گئے (۷ راگست ۶۴ء)

پھر مدیر المنبر نے بے جا طعن کرتے ہوئے حکومتِ پاکستان کے متعلق لکھا کہ۔

(۱) "بصد ذلت و رسوائی اپنا فیصلہ واپس لینے پر مجبور ہو گئی۔"

(۲) ہماری حکومت نے رسوا کن حد تک کمزوری کا مظاہرہ کیا۔"

حالانکہ سوال صرف حق و انصاف کا تھا۔ کیا معقول اپیل پر تمام انصاف پسند عدالتیں اور حکومتیں اپنے سابقہ فیصلے تبدیل نہیں کر دیا کرتیں؟ اسے "رسوا کن حد تک کمزوری" یا "ذلت و رسوائی" قرار دینا محض حکومتِ پاکستان کو بدنام کرنے کی ایک معاندانہ کوشش ہے۔ جبکہ مدیر المنبر کو تسلیم ہے کہ اس معاملہ میں جماعت احمدیہ کی "قوت کو کوئی دخل نہیں۔" (۷ راگست صفحہ ۱۲) تو حکومتِ پاکستان کے لئے اس قسم کے ناروا الفاظ کا استعمال پاکستان دشمنی نہیں تو اور کیا ہے؟

(۳) علماء کے انداز بیان کا ایک نمونہ

اخبار چٹان لاہور راوی ہے کہ:۔

"چنیوٹ میں مولوی محمد عمر اچھروی نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو کتا کہا۔ یہ بھی کہا کہ اب کتے کی قبر پہ کتے پیشاب کرتے ہیں۔"

(چٹان ۲۴ راگست ۶۴ء صفحہ ۴ بحوالہ پیام عمل ستمبر ۶۴ء صفحہ ۲۵)

خاص تحقیق

عربی زبان کے امّ الالسنہ ہونے کے متعلق ایک نئی دلیل

(از قلم محترم جناب شیخ محمد احمد صاحب ایڈووکیٹ لائل پور)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب منن الرحمٰن کے اندر قرآن حکیم کی متعدد آیات کی روشنی میں عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے پر کئی دلیلیں بیان فرمائی ہیں۔ ان آیات میں سے ایک آیت یہ ہے:۔

لتنذر ام القری ومن حولها

اور اس آیت کی تشریح میں حضور فرماتے ہیں:۔

"جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ ہم نے قرآن کو عربی زبان میں بھیجا تا تو اس شہر کو ڈراوے جو تمام آبادیوں کی ماں ہے۔ اور اُن آبادیوں کو جو اس کے گرد ہیں۔ یعنی تمام دنیا کو۔ اور اس میں قرآن کی مدح ہے۔ پس عقلمندوں کی طرح تدبر کر۔ اور غافلوں کی طرح آگے مت گذر۔ اور جان کہ یہ آیت قرآن اور عربی اور مکہ کی عظمت ظاہر کرتی ہے۔ اور اس میں ایک نور ہے جس نے دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے اور لاجواب کر دیا۔ پس تمام آیت کو پڑھ اور اس کے نظام کی طرف دیکھ۔ اور دانشمندوں کی طرح تحقیق کر۔ اور میں نے ان آیتوں میں تدبر کیا۔ پس کئی بھید اُن میں پائے۔ پھر ایک گہری غور کی۔ تو کئی نور ان میں پائے۔ پھر ایک بہت ہی عمیق نظر سے دیکھا۔ تو اتارنے والے قہار کا مجھے مشاہدہ ہوا۔ جو رب العٰلمین ہے۔ اور میرے پر کھولا گیا۔ کہ آیت موصوفہ اور اشارات ملفوفہ عربی کے فضائل کی طرف ہدایت کرتی ہے۔ اور اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ کہ وہ امّ الالسنہ ہے اور قرآن پہلی کتابوں کی اُمّ یعنی اصل اور مکہ تمام زمین کی اُمّ ہے۔ سو مجھے اس آیت کی روشنی نے طرح طرح کے فہم اور درایت کی طرف کھینچا۔ اور مجھے یہ بھید سمجھ آگیا کہ قرآن کیوں عربی زبان میں نازل ہوا۔ اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبوت ختم ہوئی۔ اس میں بھید کیا ہے۔ پھر میرے پر اور آیتیں ظاہر ہوئیں یہاں تک کہ میرے خدا نے حق الیقین تک مجھے کھینچ لیا۔ اور یقین کرنے والوں میں مجھے داخل کیا۔" (منن الرحمٰن صفحہ ۳۹، ۴۰)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ عربی زبان ام الالسنہ اور قرآن مجید ام الکتب اور مکہ معظمہ ام الارضین ہے۔ اور یہ تینوں باتیں لازم و ملزوم ہیں۔

(۲)

موجودہ زمانے میں انتہائی تحقیق کے بعد اکثر علمائے مغرب اس نتیجے پر پہنچ چکے ہیں۔ کہ ضروری اور لازمی ہے کہ (الف) دنیا کی تمام زبانوں کا منبع ایک ہی زبان ہو۔ جس سے باقی تمام زبانیں نکلی ہوں (ب) زبان کا آغاز دنیا کے کس حصے سے ہوا۔ اس کی تعیین مشکل ہے۔ لیکن یہ امر یقینی ہے کہ زبان کا آغاز برِ اعظم ایشیا کے کسی حصہ سے ہوا۔ بقول میکس ملر (۱۸۲۳ — ۱۹۰۰) زبان کا مبدء ایشیا میں کوئی جگہ ہے۔

"Somewhere in Asia"

(۳)

مندرجہ بالا دونوں امور کو نگاہ میں رکھیں اور پھر علم اللسان کے ایک مشہور و معروف اصول پر غور کریں۔ جو حسب ذیل ہے۔ جب کوئی لفظ دُور دراز کا سفر اختیار کرتا ہے۔ تو فا کلمے سے حرفِ حلقی گر جاتا ہے

"When a word travels far the initial K is lost" eg APE = KAPI

(ملاحظہ ہو انگریزی لغت مؤلفہ سکیٹ زیر لفظ APE)

یاد رہے کہ شروع کا حرفِ حلقی یا تو بالکل غائب ہو جاتا ہے۔ یا اس کی جگہ کوئی "داول" لے لیتا ہے۔ جیسا کہ اوپر کی مثال میں لفظ KAPI کی بجائے APE بن گیا ہے۔

یعنی K کی جگہ A نے لے لی ہے۔

اس اصول سے ظاہر ہے کہ جن زبانوں میں شروع کا حرفِ حلقی گم شدہ ہوگا وہ اپنے اصل وطن سے دُور کا سفر طے کر چکی ہوں گی۔ اور جس زبان میں شروع کا حرفِ حلقی موجود ہوگا۔ وہ اپنی جگہ پر قائم اور اصل اور ابتدائی زبان ہوگی۔ اور یہ امر ایک اور ایک دو کی طرح واضح ہے۔

(۴)

آیئے اصول مذکور کی روشنی میں ہم آپ کو دنیا کے مختلف ملکوں اور زبانوں کی سیر کرائیں۔ اور یہ دکھائیں۔ کہ شروع کا گم شدہ حرفِ حلقی عربی زبان بحال کرتی ہے اور سفر کردہ لفظ اپنے اصل وطن میں آکر سہ حرفی قالب اختیار کر لیتا ہے۔ جو کہ عربی زبان کی خصوصیت ہے۔

ہم یہ سفر مغرب کی سمت سے شروع کرتے ہیں۔

نوٹ:۔ جن الفاظ پر نقطہ لگا ہوا ہے۔ وہ قرآنی روٹ ہیں۔

انگریزی

۱۰- ALL تمام KL = AL کل تمام

۲۰- BAIL ضمانت KBL = BL قبالہ۔ ضمانت ذمہ داری
اس لفظ کا روٹ دراصل انگریزی والوں کو نہیں مل سکا۔

۳۰- TAR ٹک KTR = TR قطر۔ ٹک ملنا

۴۰- TEAR قطرہ KTR = TR قطر۔ قطرہ

۵۰- LAIK لوگ KLK = LK خلق۔ لوگ۔ مخلوق

۶۰- EUROPE مغرب KRB = ERB غرب۔ مغرب
غرب۔ مغرب کی طرف سفر کرنا۔ اس لفظ میں ایک دقیق علمی نکتہ ہے۔ ظاہر ہے کہ اہل مشرق ہی یورپ کو مغرب

کہہ سکتے ہیں۔ پس یہ لفظ جو یونانی زبان کا لفظ ہے عرب سے سفر کر کے مغرب میں پہنچا۔ اور لمبے سفر کی وجہ سے فا کلمے سے حرفِ حلقی یعنی غ کو کھو بیٹھا۔

۷۰- FUR ڈھکنا- ملائم بال KFR=FR غفرہ- ڈھکنا
غفر- نرم بال

فرینچ

۸۰- LOUP بھیڑیا KLB=LB کلب- بھیڑیا
۹۰- AIP-ee چھیلنا KRP=RP قرف- چھیلنا
۱۰- TUBE نلی KTB=TB قِتب- آنت
۱۱- TENU دُبلا KTN=TN قتین- پتلا- حقیر
۱۲۰- ANG-ine گلے کی بیماری KNG=ANG خناق
گلے کا گھٹنا
۱۳- OBI-ee اطاعت کرنا KB=OB کبع- مطیع ہونا
۱۴- OBEY مطیع ہونا KB=OB کبع- مطیع ہونا۔

جرمن

۱۵- LöE پوٹاش KL=L - پوٹاش
۱۶- LAIP جسم KLB=LB قالب- ڈھانچہ
۱۷۰- RABE کوا KRB=RB غراب- کوا
۱۸۰- CORB.E کوا (فرینچ میں K قائم ہے) غراب- کوا۔
۱۹۰- ROK کوٹ KRK=RK خرقہ- موٹا کپڑا- صوفیا کا لباس
۲۰۰- TAUF بہرا KTF=TF خطف- بہرا کرنا۔
۲۱۰- LEZ-ees چننا KLS=LS خلص- عمدہ حصہ نکال لینا۔

سویڈش

۲۲۰- LILLA چھوٹا LL=KLL قلیل- چھوٹا- تھوڑا
۲۳۰- RUK پھٹنا KRK=RK خرق- پھاڑنا- توڑنا
۲۴- RANNA دوڑنا KRN=RN قرن- سرپٹ دوڑنا
۲۵- RUMPA سرین KRB=RB غارب- سرین
(میم غنہ ہے)

ڈچ

۲۶۰- TEEF کتیا KTF=TF خطاف- کتا
۲۷۰- TIPPE-len تیز چلنا KTP=TP خطف تیز چلنا
۲۸- LOE-I- گرجتا ہوا KL=L خبل- گرجنا
۲۹۰- ROOF چھلکا KRF=RF قرفہ- چھال
۳۰- REET سوراخ KRT=RT خرت- سوراخ

رُوسی

۳۱۰- ANGEE-nah خناق KNG=ANG خناق
۳۲- OOBE-vaht مدھم پڑجانا KB=OB خبا- دھیما پڑنا- بجھ جانا۔

سپینش

۳۳- LOB-A بھیڑیئے کی مادہ KLB=LB قلوب- بھیڑیا
کلب- بھیڑیا۔
۳۴- REN-O رین ڈیر KRN=RN قرنن- سرپٹ دوڑنے والا جانور
۳۵- TIERRA قطعہ زمین KTR=TR قتر- علاقہ پہلو

یونانی

۳۶۰- AINEO قناعت کرنا KN=AN قنع- قناعت کرنا
۳۷۰- AIREO چھیننا- غالب آنا KR=AR خار- چھننا- ظاہر

۳۸- ed- OUD بنیاد KD=OD قاعدہ - بنیاد

۳۹- os- ED بیٹھنے کی جگہ KD=ED قعدہ - جگہ جو بیٹھنے والا گھیرتا ہے۔

۴۰- APHAO دستہ KP=AP کف - دستہ

۴۱- LOXEO پیدا ہونا KLK=LK خلق - پیدا کرنا۔

۴۲- LOGI-somai اندازہ کرنا KLG=LG خلق - اندازہ کرنا۔

۴۳- DARO سو جانا KDR=DR خدر - بے حس ہونا (عضو) نوٹ - نام - سونا - بے حس ہونا (عضو) نیند اعضاء کی بے حسی ہے۔

۴۴- NAIO- بھر جانا KN=N قنع - بھر جانا۔

۴۵- LUPEO تکلیف دینا KLP=LP کلفہ - تکلیف

۴۶- PHIALLO ذمہ دار بننا KPL=PL کفل ذمہ دار بننا

۴۷- DUO غروب ہونا (سورج) KD=D خدع - غائب ہونا (سورج)

۴۸- ?o- OPI ڈرنا KP=OP خاف - ڈرنا

۴۹- DIMA کود پڑنا KM=OM قحم - کود پڑنا۔

۵۰- ELUO تمام KL=EL کل - تمام

۵۱- ma- OPHEL جمع کرنا KPL=OPL قفل - جمع کرنا

۵۲- do- UBRI گستاخی کرنا KBR=UBR کبر - گستاخی

۵۳- AISA فیصلہ - ڈگری KSA=ASA قضاء - فیصلہ - ڈگری

لاطینی

۵۴- ALO خالی KL=AL خلا - خالی ہونا۔

۵۵- ATER سیاہ KTR=ATR قطر - رنگ ملنا

۵۶- ORA رسی KR=OR کرۃ - رسی

اطالوی

۵۷- no- URGA تیز ہوا KRG=URG خریق - تیز ہوا

۵۸- AMO ہک KM=AM قمع - موڑنا

۵۹- oue- LAB ہل چلانا KLB=ALB قلب - زمین جوتنا

۶۰- DOCCIA بارش کی بوچھاڑ KDC=DC غدق - بکثرت بارش ہونا۔

۶۱- are- ABBUI چھپانا KB=AB خبأ - چھپانا

۶۲- are- ANNEBI بادل کا چھا جانا KNB=ANB قنیب - گھنا بادل

فارسی

۶۳- CHOB لکڑی KSB=SB خشب - لکڑی

۶۴- PIR بوڑھا آدمی KBR=BR کبیر - بوڑھا

۶۵- AYDAR بڑا سانپ KDR=ADR قدار - بڑا سانپ

سنکرت

۶۶- ATA چلنا KTA=ATA خطا - قدم ڈالنا

۶۷- ALU گھڑا KL=AL قلّہ - گھڑا

۶۸- MI قائم کرنا KM=M قام - کھڑا ہونا - ٹھہرنا۔

۶۹- MI نزدیک ہونا KM=M قحم - نزدیک آنا

۷۰- LI کانپنا KL=L قلّ - کپکپی

۷۱- LOKA دنیا KLK=LK خلق - مخلوق

۷۲- SU کھینچنا KS=S قشّ - کھینچنا

۷۳- a-RAP-a نہ چھلا ہوا KRP=RP قرف - چھیلنا (الف - نافیہ)

۷۴- a-TANU جو چھوٹا نہ ہو KTN=TN قتین - دبلا - (الف - نافیہ)

۷۵۔ SA ختم ہو جانا KSA = SA قفی۔ ختم ہو جانا

ہندی

۷۶۔ UDAK پانی KDK = UDK غدق۔ کثیر پانی

۷۷۔ OLI تھیلا KL = OL قلع۔ تھیلا

۷۸۔ OUTU بلی KT = OT قطۃ۔ بلی

۷۹۔ ADDA بیٹھنے کی جگہ KD = AD قعدہ۔ جگہ جو بیٹھنے والا گھیرتا ہے

۸۰۔ BAR-a عمر میں بڑا KBR = BR کبیر۔ عمر میں بڑا ہو

۸۱۔ AUNR-A گہرا KR = AR قعر۔ گہرائی (نون غنہ)

پالی (بدھ مذہب کی مقدس زبان)

۸۲۔ EDHO ایندھن KD = ED وقاد۔ ایندھن

۸۳۔ ATA-Iti جانا KT = AT خطا۔ قدم ڈالنا

۸۴۔ AVA-To چھپا ہوا KF = AV خفی۔ چھپانا

۸۵۔ SANDHI ارادہ KSD = SD قصد۔ ارادہ (نون غنہ)

۸۶۔ BHURI زمین KBR = BR غبراء۔ زمین

چینی

۸۷۔ PI ڈھانکنا KP = P خفی۔ ڈھانکنا

۸۸۔ LIU بہنا KL = L غلّ۔ بہنا

۸۹۔ PIN کفن پہنانا KPN = PN کفن۔ ڈھانپنا

۹۰۔ TI لکھنا KT = T خط۔ لکھنا

۹۱۔ TI غلطی KT = T خطأ۔ غلطی

۹۲۔ TAI پہننا KT = T غطا۔ چھپانا۔ ڈھانکنا

۹۳۔ TIAO لکیر KT = T خط۔ لکیر

۹۴۔ TAN داماد KTN = TN ختن۔ داماد

۹۵۔ TO پردہ KT = T غطا۔ پردہ

۹۶۔ LIAO خالی KL = L خلا۔ خالی ہونا

جاپانی

۹۷۔ BORE بوڑھا ہونا KBR = BR کبیر۔ بوڑھا ہونا

۹۸۔ SOBO کھردرا KSB = SB خشب۔ کھردرا ہونا

۹۹۔ MATOI لپیٹنا KMT = MT قمط۔ پگڑی باندھنا

۱۰۰۔ AN گھر KN = AN کن۔ گھر

سواحیلی (مشرقی افریقہ کی زبان)

۱۰۱۔ OTA بیٹھ جانا KT = OT کعت۔ بیٹھ جانا

۱۰۲۔ OTA نشان لگانا KT = OT خط نشان لگانا

۱۰۳۔ OTA اونگھ میں ہونا KT = OT غطّ۔ خراٹے لینا

۱۰۴۔ LAPA سب کچھ کھا جانا KLP = LP قلفع۔ تمام کھا لینا

۱۰۵۔ OTA سبزی اگانا KT = OT کتۃ۔ زمین کی سبزی

آرین روٹ

۱۰۶۔ AD سوچنا KD = AD غد۔ سوچنا

۱۰۷۔ DU محنت کرنا KD = D کدح۔ محنت کرنا

۱۰۸۔ LAS چن لینا۔ صاف کرنا KLS = LS خلص۔ عمدہ حصہ نکال لینا۔ صاف کرنا

۱۰۹۔ DAR سو جانا KDR = DR خدر۔ بے حس ہو جانا (عضو)

مندرجہ ذیل امور بہت غور طلب ہیں:-

(الف) اٹھارہ زبانوں کے یہ ایک سو نو الفاظ ہیں۔ اور ہر لفظ میں اپنے اصل وطن سے بُعد کی وجہ سے شروع کا حرفِ حلقی گر گیا ہے۔ اور اس حرفِ حلقی کو بحال کرنے سے عربی لفظ قائم ہو گیا ہے۔ اور سہ حرفی ہو گیا ہے۔

(ب) اٹھارہ زبانوں کے یہ الفاظ مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں کرۂ ارض پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ایک ہی اصول کے ماتحت ان میں بگاڑ واقعہ ہوا ہے۔ اور اسی بگاڑ کو اصولی طور پر دُور کیا گیا ہے۔

(ج) اصول مذکور کی روشنی میں عربی زبان کا ام الالسنہ ہونا اور مکہ کا امّ الارضین ہونا ظاہر و باہر ہے اور ان ایک سَو نو الفاظ میں انہتر لفظ ایسے ہیں جو قرآنی روٹوں پر مبنی ہیں۔

(د) مندرجہ بالا الفاظ کے روٹ غیر زبانوں کے اندر اکثر حالتوں میں موجود نہیں ہیں۔ بلکہ یہ امر واقعہ ہے۔ کہ یہ الفاظ عربی مادوں سے بچھڑے ہوئے اکیلے اکیلے پائے جاتے ہیں۔ اور چونکہ اصل روٹ غیر زبانوں میں موجود نہیں ہے۔ اس لئے غیر زبانیں ان الفاظ کی وجہ تسمیہ بیان کرنے سے بھی عاجز اور قاصر ہیں۔

نوٹ:- خاکسار مندرجہ بالا اٹھارہ زبانوں کے اکثر الفاظ کا سراغ عربی تک پہنچا چکا ہے۔ اصول و قواعد کے مطابق۔ و باللہ التوفیق۔ و الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

مسیحی رسالہ اخوت کے دو اقتباس

(۱) ماہنامہ اخوت لاہور لکھتا ہے کہ:-

" بھلا ناصرہ سے بھی کوئی ایسی چیز برآمد ہو سکتی تھی جو قابلِ نفرت نہ ہو (یوحنا ۱) اس سے بڑھ کر اور کونسی چیز مضحکہ خیز ہو سکتی تھی کہ ناصرہ اور فرمانروائی کو باہم یکجا کیا جائے۔ چنانچہ بحیثیت مجموعی ابتدائی زمانہ میں مسیحی دین کے پیرو کاروں کی مذمت کیلئے یہی ترکیب استعمال کی جاتی تھی۔" (اخوت جولائی ۱۹۶۴ء ص۵)

یہود ابتدائی مسیحیوں کی **مذمت** کے لئے انہیں ناصری کہا کرتے تھے۔ اور ان کا قول تھا کہ ناصرہ سے کوئی اچھی چیز برآمد نہیں ہو سکتی تھی۔ حالانکہ جس شہر کی طرف خدا کے ایک برگزیدہ نبی کو نسبت ہو جائے یہی اس کے فخر کے لئے کافی ہے۔ اب ہم مسیحیوں سے پوچھتے ہیں کہ وہ احمدیوں کو احمدی کہنے کی بجائے قادیانی یا مرزائی کہنے میں یہود کے نقشِ قدم پر کیوں چل رہے ہیں؟

(۲) اخوت لکھتا ہے:-

" ہم مسیحیوں کو بھی چاہیئے کہ مسلمانوں کو بحیثیت نبی کے جو **بے پناہ محبت** یسوع سے ہے اس کا لحاظ رکھ کر ان میں اس کے لئے رغبت پیدا کریں یہ نہ صرف مسلمانوں کے لئے مفید ہوگا۔ بلکہ ہمارے لئے بھی مفید ہوگا۔" (جولائی ۱۹۶۴ء ص۶)

جب مسلمانوں میں پہلے ہی حضرت مسیحؑ کے لئے "بے پناہ محبت" موجود ہے۔ تو اب اور رغبت پیدا کرنے م

۴ کا کیا مطلب ہے؟ نیز مسیحی صاحبان یہ بھی تو غور کریں کہ جس مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کروڑوں مسلمانوں کے دلوں میں حضرت مسیح کے لئے یہ بے پناہ محبت پیدا کر دی ہے اس کی کتنی بلند شان ہے اور عیسائیوں پر اس کا کتنا احسان ہے۔ کیا عیسائی صاحبان اس احسان کی قدر کریں گے؟

مردِ مسلم تجھے مبارک ہو

(جناب الحاج مولوی محمد صدیق صاحب فاضل امرتسری سنگاپور)

رہنمائے زمان آ بھی گیا
ہاں وہ نورِ جہان آ بھی گیا

سیّد الانبیاءؐ کی امّت کا
ہادی و پاسبان آ بھی گیا

مردِ مسلم تجھے مبارک ہو
کہ ترا مہربان آ بھی گیا

مصلحِ وقت مہدئ دوراں
رہبرِ انس و جان آ بھی گیا

جس کا انتظار صدیوں سے
وہ شہہِ قادیان آ بھی گیا

تک رہے ہیں وہ آسماں کی طرف
اور مسیح الزماں آ بھی گیا

مردِ فارس، مجدّدِ اعظم
رحمتوں کا نشان آ بھی گیا

گلشنِ دیں کی آبیاری کو
اک نیا باغبان آ بھی گیا

چرخ سے اب کوئی نہ اترے گا
ابنِ مریم کا انتظار نہ کر

حق کی کر جستجو بصدق و صفا
دشمنِ حق کا اعتبار نہ کر

طاعت و رشد اپنا شیوہ بنا
نخوت و کج روی سے پیار نہ کر

ہو ملائک کی طرح سر بسجود
دأبِ ابلیس اختیار نہ کر

آنے والا امام آ بھی چکا
اب تو بے سود انتظار نہ کر

ہے وہ صادق امامِ حق کی قسم
کاذبوں میں اسے شمار نہ کر

عیسائی دوستوں کی توجہ اور غور کیلئے چند مفید باتیں

(جناب مولانا محمد صادق صاحب فاضل سابق مبلغ سماٹرا)

۱۔ کونسی بائیبل سچی ہے؟

عیسائی دو بڑے گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ (۱) کیتھولک (۲) پروٹسٹنٹ۔ رومن کیتھولک نے جو بائیبل شائع کی ہے۔ اس میں پروٹسٹنٹ کی بائیبل کی نسبت کتابیں زیادہ پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ پروٹسٹنٹ کے عہد عتیق میں مندرجہ ذیل انتالیس ۳۹ کتب ہیں:۔

۱۔ پیدائش
۲۔ خروج
۳۔ احبار
۴۔ گنتی
۵۔ استثناء
۶۔ یشوع
۷۔ قضاۃ
۸۔ روت
۹۔ (۱) سموئیل
۱۰۔ (۲) سموئیل
۱۱۔ (۱) سلاطین
۱۲۔ (۲) سلاطین
۱۳۔ (۱) تواریخ
۱۴۔ (۲) تواریخ
۱۵۔ عزرا
۱۶۔ نحمیاہ
۱۷۔ آستر
۱۸۔ ایوب
۱۹۔ زبور
۲۰۔ امثال
۲۱۔ واعظ
۲۲۔ غزل الغزلیات
۲۳۔ یسعیاہ
۲۴۔ یرمیاہ
۲۵۔ نوحہ
۲۶۔ حزقیل
۲۷۔ دانیال
۲۸۔ ہوسیع
۲۹۔ یوایل
۳۰۔ عاموس
۳۱۔ عبدیاہ
۳۲۔ یوناہ
۳۳۔ میکاہ
۳۴۔ ناحوم
۳۵۔ حبقوق
۳۶۔ صفنیاہ
۳۷۔ حجی
۳۸۔ زکریا
۳۹۔ ملاکی

پروٹسٹنٹ کی اس بائیبل اور رومن کیتھولک کی بائیبل میں جو فرق ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔

اوّل:۔ **رومن کیتھولک بائیبل** میں کتاب ۱۶ اور ۱۷ (نحمیاہ اور آستر) کے درمیان دو کتابیں پائی جاتی ہیں۔ ایک کا نام "**طوبیاہ**" ہے۔ جو چودہ ۱۴ ابواب پر مشتمل ہے۔ اور دوسری کتاب "**یہودیت**" ہے۔ جو سولہ ۱۶ بابوں پر مشتمل ہے۔

دوم:۔ پھر کتاب ۲۲ اور ۲۳ (غزل الغزلیات اور یسعیاہ) کے درمیان بھی دو کتابیں پائی جاتی ہیں ایک کا نام "**حکمت**" ہے جس میں انیس ۱۹ باب ہیں اس کے متعلق لکھا ہے کہ "اس کی چند ایک آیات کا عہد جدید میں خصوصاً مقدس پولوس کے خطوط میں اقتباس پایا جاتا ہے۔"

دوسری کتاب یشوع بن سیراخ کی ہے جس میں

ایک مقدمہ کے علاوہ اکاون ۵۱ باب موجود ہیں۔

سوم:۔ کتاب ۲۵ اور ۲۶ (نوحہ اور حزقیل) کے درمیان ایک کتاب پائی جاتی ہے۔ جس کا نام "بارُوک" ہے۔ جسے بارُوک بن نیریاہ نے تصنیف کیا۔ اس کے چھ ۶ باب ہیں۔

چہارم:۔ کتاب ۳۹ (ملاکی) کے بعد دو کتابیں مکابیین کی ہیں۔ پہلا حصہ سولہ ۱۶ باب پر حاوی ہے اور دوسرا حصہ پندرہ ۱۵ باب پر۔ اس کتاب کے شروع میں ایک نوٹ درج ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ "مکابیین کی کتابیں دراصل چار ۴ ہیں۔ لیکن ان میں سے صرف دو الہامی مانی جاتی ہیں۔"

پنجم:۔ اس کیتھولک بائیبل کے ابتدا پر ایک نوٹ دیا گیا ہے۔ جس میں یہ اقرار بھی کیا گیا ہے۔ کہ بائیبل کی

"تمام کتابیں برابر الہامی ہیں گو کئی کتابوں کی بابت کئی جگہوں پر ان کے الہامی ہونے کی بابت شک رہا" (رومن کیتھولک بائیبل مطبوعہ سوسائٹی آف سینٹ پال روما ۱۹۵۸ء ص ۳)

عیسائی دوستو! صدیاں گزر گئیں مگر آپ لوگ اب تک یہ بھی فیصلہ نہ کر سکے۔ کہ بائیبل کی کون کون سی کتابیں الہامی ہیں (اور کون کون سی غیر الہامی ہیں) اور جن کے متعلق فیصلہ کیا گیا ہے۔ ان کے متعلق بھی تمہارا اقرار ہے۔ کہ "کئی کتابوں کی بابت کئی جگہوں پر ان کے الہامی ہونے کی بابت شک رہا"

انصاف سے بتائیں۔ کہ ایسی کتاب پر کیسے اعتماد کیا جا سکتا ہے؟؟؟

۲۔ گناہ کی معافی اور عدل | عیسائی دوست اس بات کے قائل ہیں کہ ہر انسان گنہگار ہے۔ چونکہ خدائے تعالیٰ عادل ہے۔ اس لئے وہ اپنے عدل کی وجہ سے انسان کو یونہی معاف نہیں کر سکتا۔ لیکن ساتھ ہی وہ رحیم بھی ہے۔ اور چاہتا ہے۔ کہ ان کو سزا سے بچائے۔ پس اس مشکل کو حل کرنے کے لئے اس نے اپنے بیٹے کو بھیجا تا وہ تمام انسانوں کی سزا بھگتے اور اس طرح ان کا کفارہ ہو کہ انہیں نجات بخشے۔ مگر بائیبل ہمیں بتاتی ہے کہ

"اگر ہم اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو وہ سچا اور عادل ہے کہ وہ ہمارے گناہوں کو معاف کرے اور ہمیں ساری ناراستی سے پاک کرے۔" (۱۔یوحنا باب ۱ آیت ۹)

گویا گناہوں کے اقرار پر معافی بھی مل سکتی ہے۔ اور خدائے تعالیٰ سچا اور عادل بھی ٹھہر جاتا ہے۔

عیسائی دوستو! پھر مسیح کے کفارہ کی کیا ضرورت ہے اور اس کا کیا فائدہ؟

۳۔ غیر عیسائیوں کو سلام مت کہو | عیسائی پادری ہمیشہ اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہمارے پاس آؤ۔ ہمارے دروازے ہر ایک کے لئے کھلے ہیں۔ اور جب کوئی ان کے ہاں جائے۔ تو اٹھ کر اسے خوش آمدید کہتے ہیں۔ اور ان سے ہاتھ ملاتے ہیں۔ لیکن ان کی انجیل کہتی ہے۔

"بہت سے دغاباز دنیا میں نکل کھڑے ہوئے ہیں جو اقرار نہیں کرتے کہ یسوع مسیح متجسد ہو کر آیا دغا باز اور مسیح کا مخالف یہی ہے۔..... اور اگر کوئی تمہارے پاس

آئے اور یہ تعلیم نہ لائے تو اسے گھر میں
آنے نہ دو اور اسے سلام نہ کرو کیونکہ
جو کوئی اسے سلام کرتا ہے۔ وہ اُن کے
بُرے کاموں میں شریک ہوتا ہے"۔
(۲۔ یوحنا باب ۱ آیت ۷ تا ۱۰)

عیسائی دوستو! آپ اس تعلیم پر کیوں عمل نہیں کرتے؟

۴۔ یسوع کیسے زندہ ہوا؟

عیسائی لوگ کہتے ہیں کہ مسیح ایک بار گناہوں کے
واسطے مرگیا۔ اور پھر وہ دوبارہ اپنے جسم سمیت زندہ ہوگیا
لیکن بائیبل کہتی ہے۔ "وہ (یسوع) جسم میں تو مارا گیا
لیکن روح میں زندہ کیا گیا۔ جس میں اس نے ان روحوں کے
پاس جاکر وعظ کیا۔ جو قید تھیں"۔
(۱۔ پطرس باب ۳ آیت ۱۹-۱۸)

پس یسوع روح میں زندہ ہوا۔ نہ کہ جسم میں۔
عیسائی دوستو! کیا یسوع جسم سمیت قیدی روحوں
کے پاس وعظ کرنے گیا تھا؟ اور کہاں؟؟

۵۔ یسوع کا خدا کے دائیں طرف بیٹھنا

انجیل کہتی ہے "وہ (یسوع)
آسمان پر جاکر خدا کی دہنی طرف بیٹھا ہوا ہے"۔
(۱۔ پطرس باب ۳ آیت ۲۲)

عیسائیو! کس نے باپ اور بیٹے کو آسمانوں میں جاکر
دیکھا؟؟ اور کس نے مشاہدہ کیا۔ کہ یسوع خدا کے دائیں طرف
بیٹھا ہے بائیں طرف نہیں؟ کیا خدا جسم ہے جس کا دایاں بایاں
مقرر ہو سکے۔ اور جس کا احاطہ کیا جا سکے؟ اگر یہ سب صرف روحانی
تعبیریں ہیں تو عیسائیوں کی غلط فہمی دور ہونی چاہیئے۔

"رضی اللہ عنہ"
کے مزید حوالے

(از جناب حکیم مبارک احمد خان صاحب امین آبادی)

(۱) جناب مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے
متعلق لکھا ہے:۔
"شیخ الاسلام والمسلمین مجدد دین وملت
اعلیحضرت رضی اللہ عنہ"۔
کتاب مسمی بنام تاریخی تنزیہ المکانۃ الحیدریہ
خاص مطبع اعلیٰحضرت۔ یعنی مطبع اہل سنت وجماعت
واقع آستانہ عالیہ رضویہ محلہ سوداگران بریلی میں چھاپا
اور شائع دفتر جماعت سے ہوا ہے"۔

(۲) "کتاب سنان قادری بر تصنیف لطیف
درجوف دیوبندی، مردِ کم جگادری"۔ فاضل نوجوان
مولانا ابو الطاہر محمد طیب صاحب صدیقی قادری
برکاتی۔ قاسمی۔ دانا پوری رینہ بالکمال المعنوی و
الصوری مطبوعہ بریلی الیکٹرک پریس کے صفحہ ۴ پر
لکھا ہے:۔

"حضرت مولانا شاہ سید ارشاد علی صاحب
نقشبندی مجددی الوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب
لاجواب۔۔۔۔۔۔۔
اور حضور اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
رسالہ مبارکہ"۔

(باقی)

انبیاء بنی اسرائیل اور کعبۃ اللہ

حضرت یرمیاہ نبی اور اُن کے کاتبُ الوحی باروخ

خانۂ خدا میں

(محترم جناب شیخ عبد القادر صاحب اسلامیہ پارک۔ لاہور)

چھٹی صدی قبل مسیح میں حضرت یرمیاہ نبی مبعوث ہوئے

بخت نصر نے جب یروشلم کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اور اسرائیل کے لئے جلا وطنی کا حکم ہوا۔ تو اس نے یرمیاہ کو زندان سے باہر نکالا۔ شاہِ اسرائیل حنے اس بزرگ نبی کو قید کر رکھا تھا۔ بخت نصر نے یرمیاہ نبی کے متعلق ہدایت کی کہ ان سے مہربانی کا سلوک کیا جائے۔ ان کو اختیار دیا گیا۔ کہ اگر وہ چاہیں تو اپنی قوم کے ساتھ بابل چلے جائیں اور اگر چاہیں تو یہودیہ میں قیام کریں۔ حضرت یرمیاہ نے یہودیہ میں قیام کو ترجیح دی۔ کیونکہ بہت سے غرباء جلا وطنی سے بچ گئے تھے۔ ان کی تربیت کے لئے آپ اپنے وطنِ مالوف میں ٹھہر گئے۔ اور حزقی ایل بنی اسرائیل کے ہمراہ بابل چلے گئے۔

بنی اسرائیل کا بقیہ جو یہودیہ میں رہ گیا تھا—

بخت نصر نے ان کا حاکم جدلیاہ کو مقرر کیا۔ جدلیاہ کے قتل کے بعد یہ بقیہ بخت نصر کے غضب سے ڈر کر مصر چلا گیا۔ حضرت یرمیاہ نبی آخر وقت تک یہی مشورہ دیتے رہے کہ وہ مصر نہ جائیں۔ لیکن ان کی قوم نے ان کی نہ مانی۔ حضرت یرمیاہ نبی اور ان کے کاتب الوحی باروخ کو بجبر مصر لے جایا گیا۔

بخت نصر نے کچھ عرصہ بعد مصر پر حملہ کیا۔ مصر جانے والے لوگ بُری طرح ہلاک کئے گئے۔

حضرت یرمیاہ اور باروخ کے انجام کے متعلق اسرائیلی تاریخ خاموش ہے[1]۔ لیکن اس کے بعد عرب کی قدیم روایت ہماری راہنمائی کرتی ہے۔ کہ ان بزرگوں نے اپنی قوم کی جلاوطنی اور تباہی کے بعد ہمارے آقا نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ امجد مَعَدّ بن عدنان کے بچائے جانے میں بہت بڑا پارٹ ادا کیا۔ بخت نصر اسرائیل سے فارغ ہو کر جب قبائل حجاز پر حملہ آور ہوا۔ تو اس وقت حضرت یرمیاہ نبی کو اللہ تعالیٰ نے مامور کیا۔ کہ وہ قیدار بن اسماعیل کی اولاد میں سے مَعَدّ بن عدنان کو بچالیں۔ کیونکہ ان کی پشت سے نبیٔ موعود (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نور پھوٹنے والا

---

[1] تاریخ بائیبل از بلیکی میں لکھا ہے۔ ہم کو ٹھیک ٹھیک معلوم نہیں کہ یرمیاہ کا انجام کیا ہوا۔ مصور بائیبل اٹلس از Zondervan زیر لفظ باروک لکھا ہے "تمام قابل اعتبار ریکارڈ باروک کے انجام کے متعلق خاموش ہے۔"

تھا حضرت یرمیاہ اور ان کے شاگرد برخیاد بارُوخ) حجاز میں آئے۔ معدّ بن عدنان کو تلاش کیا۔ اور انہیں اپنے ہمراہ ایک محفوظ مقام کی طرف لے گئے۔ ایک مدت تک یہ عربی شہزادہ ان دو اسرائیلی بزرگوں کی تحویل میں رہا۔ حالات کے سازگار ہونے پر یہ تینوں بزرگ حجاز میں واپس آئے۔ سب سے پہلے کعبۃ اللہ کا حج کیا۔ اس کے بعد معدّ بن عدنان کو کعبۃ اللہ کے جوار میں بسا دیا گیا۔ حضرت یرمیاہ کے کاتب الوحی برخیاہ نے معدّ بن عدنان کا نسب نامہ (حضرت ابراہیم تک) حیطہ تحریر میں لا کر محفوظ کر لیا۔ جو کہ قبائل عرب میں نسلاً بعد نسلٍ زبان زد خلائق رہا۔ اور آج بھی برخیاہ کے نام سے کتب سیرو تاریخ میں درج ہے[1]۔ تاریخ ابن خلدون میں مذکورہ روایت کی تفصیل موجود ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے۔ کہ عراق میں عربوں کی آمد اس وقت ہوئی۔ جب خدا نے بخت نصر کو عربوں اور بنی اسرائیل پر ان کی بغاوت اور انبیاء کو قتل کرنے کی وجہ سے مسلط کر دیا۔ خیمہ نشین عربوں نے یمن میں عدن کے قریب اپنے نبی شعیب بن ذی مہندم کو قتل کر دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارمیاہ اور برخیاہ کو وحی[2] کی کہ بخت نصر صحرانشین عربوں کی طرف جائے۔ ان کو قتل کرے۔ اور کسی کو زندہ نہ چھوڑے . . . . بخت نصر نے کہا کہ میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے۔ چنانچہ وہ . . . . . دیار عرب کی طرف بڑھا . . . . . بخت نصر نے پہلے تو عدنان کو شکست دی۔ پھر باقی قبائل کو تہ تیغ کیا۔ اس کے بعد وہ اپنے پایۂ تخت بابل کی طرف لوٹا اور جو قیدی جمع کئے تھے۔ ان کو انبار کے مقام پر بسایا۔

آگے چل کر معدّ بن عدنان کے ذکر میں لکھتے ہیں۔

جب ارمیاہ اور برخیا پر اس بات کی وحی نازل ہوئی کہ وہ بخت نصر کو عربوں پر چڑھائی کرنے پر آمادہ کریں۔ تو اللہ نے ان دونوں کو حکم دیا۔ کہ وہ معدّ بن عدنان کو اس خطرہ سے باہر نکال لائیں۔ کیونکہ مشیت الٰہی یوں تھی۔ کہ معدّ ہی کی اولاد سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزماں اور خاتم الانبیاء پیدا ہوں گے وہ معدّ کو بُراق پر چڑھا کر نکال لائے۔ اور اسے شہر حرّان میں لے گئے۔ اس وقت اس کی عمر بارہ سال کی تھی۔ اس کے بعد اس نے انہی دو بزرگوں کے ہاں پرورش پائی۔"

اسی تسلسل میں علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں:-

بخت نصر نے عربوں پر چڑھائی کر کے ان کو تہس نہس کر دیا۔ قبائل عدنان مارے گئے۔ اور بلادِ عرب ویران ہو گئے۔ پھر بخت نصر بھی فوت ہو گیا۔ معدّ بن عدنان

---

[1] تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو مروج الذہب از مسعودی و خطبات احمدیہ خطبہ نہم۔

[2] صحیفہ یرمیاہ میں بھی اس وحی کا ذکر موجود ہے۔ بخت نصر کے متعلق لکھا ہے۔ "خداوند یوں فرماتا ہے کہ اُٹھو قیدار پر چڑھائی کرو۔ اور اہل مشرق (یعنی عربوں) کو ہلاک کرو۔ وہ ان کے خیموں اور گلّوں کو لے لیں گے۔ ان کے پردوں، برتنوں اور اونٹوں کو چھین لے جائیں گے۔ اور وہ چلا کر ان سے کہیں گے۔ کہ چاروں طرف خوف ہے بھاگو اور نکل جاؤ . . . میں ان لوگوں کو ہر طرف ہوا میں پراگندہ کروں گا۔ اور میں ان پر ہر طرف سے آفت لاؤں گا۔" (یرمیاہ ۴۹/۲۸ تا ۳۲)

انبیاء بنی اسرائیل (یرمیاہ اور برخیاہ) کے ساتھ نکلا۔ انہوں نے مکہ معظمہ کا رُخ کیا اور ان سب نے حج کیا۔[ل]

یہ ہے قصہ ہمارے آقا نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ امجد معد بن عدنان کے بچائے جانے۔ ان کی پرورش تعلیم و تربیت اور بالآخر وطن میں مراجعت کا۔ یرمیاہ اپنے شاگرد برخیاہ کے ہمراہ مکہ معظمہ آ گئے۔ حج بیت اللہ کا فریضہ ادا کیا۔ اور نبی موعود کے مقام بعثت کے قرب و جوار میں اپنی باقیماندہ زندگی گذار دی۔

حدیث میں ہے کہ:-

"جب کسی نبی کی اُمت ہلاک ہو جاتی۔
تو وہ مکہ آ جاتا۔ اور یہیں اپنے ساتھیوں
کے ساتھ مصروف عبادت ہو جاتا۔
حتّٰی کہ یہیں وفات پا جاتا"

اسرائیلی تاریخ حضرت یرمیاہ اور حضرت برخیاہ کے انجام سے بیخبر ہے۔ عرب کی روایت قدیم نے خفا کا پردہ اُٹھا دیا۔ اسرائیل و عرب کی روایات پر یکجائی نظر ڈالیے۔ تاریخ کا یہ تاریک ورق روشن سے روشن تر نظر آئے گا۔

ل تاریخ ابن خلدون حصہ اول مترجمہ ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ ص ۷۰، ۷۱، ۷۷، ۲۰۶

بھارت کے ہندو ایڈیٹر کی اسلام کے متعلق غلط بیانی

ڈاکٹر بی ایس شرما کے زیر ادارت دہلی (بھارت) سے اردو کا ایک ہفت روزہ "پیغامبر" شائع ہوتا ہے۔ جو بظاہر صلح و آشتی کا علمبردار ہے۔ مگر مسلمانوں کے خلاف جس قسم کے خیالات اس میں شائع ہوتے ہیں اس کا ایک نمونہ ملاحظہ فرمایئے ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں:-

"ایک مسلم بچہ کو شروع ہی سے سکھلایا جاتا ہے کہ محمدؐ ہی خدا کا پیغامبر ہے کہ اسی پر ایمان لانے اور قرآن کو خدا کی کتاب ماننے سے بہشت ملتا ہے آگے کو پیغامبری کا دروازہ ہی بند کر دیا ہے خدا نے۔ جو محمد اور قرآن پر ایمان نہیں لاتا وہ دوزخی اور کافر ہے اور کافر واجب القتل ہے۔" (پیغامبر ۲۰ جون ۶۴ء)

حالانکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ اسلام ہی وہ دین ہے۔ جس نے ہر قوم اور ہر ملک اور ہر زمانے کے نبی کو تسلیم کیا ہے۔ اور مسلمانوں کو جملہ پیغامبروں کے ماننے کی تلقین کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولاً ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت کہ ہم نے ہر قوم میں توحید کی اشاعت کیلئے نبی بھیجے ہیں۔ پھر یہ بھی محض اشتعال انگیزی ہے کہ قرآن کے رو سے کافر واجب القتل ہے حالانکہ قرآن مجید کا اعلان ھ ہے فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر— کہ جو چاہے اس حق پر ایمان لائے اور جو چاہے اپنی مرضی سے انکار کردے گویا مذہب میں کوئی جبر نہیں۔ ہاں یہ درست ہے کہ قرآن مجید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیکر آپ کو سب سے افضل ثابت کیا ہے۔ جن کے بعد صرف آپ کے امتی غیر تشریعی نبی آسکتے ہیں۔ مگر اس میں قابلِ اعتراض بات کونسی ہے۔

ارتقائے زندگی

محترم جناب نسیم صاحب سیفی

زندگی کی رہ سے ہٹ کر زندگی پاتا ہوں مَیں
حسن سے نظریں ملا کر حسن بن جاتا ہوں مَیں

زندہ باد اے وحشتِ دل اے جنوں پائندہ باد
عشق کے ہر مرحلے کو طے کئے جاتا ہوں مَیں

ناگہاں پیدا ہُوا تھا جس سے ربطِ باہمی
آج بھی آنکھوں کی اس لغزش پہ اتراتا ہوں مَیں

پھر ہے آغازِ نمودِ جلوہائے رنگ رنگ
پھر نگاہِ شوق کو وحشت زدہ پاتا ہوں مَیں

صبح کی پہلی کرن حاملِ عزمِ حیات
شام کی رنگت میں تزئینِ سحر پاتا ہوں میں

ہر قدم پر اک تجلّی، ہر نظر اک قہقہہ
ماہ و انجم کی نگاہوں میں کھُبا جاتا ہوں میں

مجھ کو بھٹکا ہی نہ دے یہ ذوقِ خود رائی نسیمؔ
جادۂ دنیا سے کچھ ہٹتا چلا جاتا ہوں مَیں

حاصل مطالعہ

• جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد
• جناب مولوی محمد اعظم صاحب اکسیر

(۱) لفظ "مسیح" کا استعمال

(۱) اقبال کا شعر ہے۔ ؎

لنڈن کے عرش نادرہ فن سے پہاڑ پر
اترے مسیح بن کے محمد علی جناح

(چٹان ۲۰ اپریل ۱۹۶۴ء صفحہ ۶)

(۲) ناسخ کہتے ہیں:۔ ؎

حقہ جو ہے جناب معلّٰی کے ہاتھ میں
گویا کہ کہکشاں ہے ثریا کے ہاتھ میں
ناسخ یہ سب صحیح ہے ولیکن تو عرض کر
بے جان بولتا ہے مسیحا کے ہاتھ میں

کیا طرفہ ماجرا ہے کہ حقہ پینے والے تو "مسیحا" ہو سکتے ہیں۔ مگر جسے خدائے عزوجل مسیح کے نام سے موسوم فرماوے وہ مسیح نہیں ہو سکتا ع

این چہ بوالعجبی است

(۲) "ملا" پر جھوٹ ختم ہے

قادیانی تعلیم کا خلاصہ "ایک ملا" کے قلم سے۔

"توحید کا مسئلہ غلط ہے سورۂ اخلاص عبث ناقابل قبول اور بے بنیاد..... اس لئے کہ مرزا خدا کا شریک اور ساجھی ہے۔ خدا کا باپ اور بیٹا ہے اس نے خدا کو جنا۔ خدا نے اس کو جنا۔ وہ خدا کی نسل سے ہے خدا اس کے خاندان سے ہے۔"

"جناب نبی کریم علیہ السلام کو روحانی معراج ہوا۔ لیکن مرزائے قادیان اسی جسم عنصری کے ساتھ عرش عظیم پر گیا۔ خدا کے پاس بیٹھا اس کے قلم سے سرخ روشنائی کے ساتھ کاغذات پر دستخط کرائے اور واپس آ گیا۔ صبح دیکھا تو خدا کی سرخ سیاہی کے دھبے اس کے کپڑوں پر پڑے ہوئے تھے۔" ("سیرت ثنائی" از عبدالمجید صاحب خادم سوہدروی)

کذب و افترا کے یہ وہ شاہکار ہیں جن کا تصور کرتے ہی زبان بے ساختہ پکار اٹھتی ہے۔ کہ نبوت رسول خدا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے تو جھوٹ اور بہتان تراشی "ملا" پر۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے:۔

دین مومن فکر و تدبیر جہاد
دین ملا فی سبیل اللہ فساد

(۳) ابن سیرین کے صحابی

"تذکرۃ الاولیاء" میں لکھا ہے۔

(حضرت امام ابو حنیفہؒ نے) "ایک رات خواب میں دیکھا کہ آپ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہڈیاں لحد میں سے اکٹھی کر رہے ہیں۔ اور بعض کو پسند کرتے ہیں اور بعض کو نہیں۔ مارے خوف کے بیدار ہوئے تو ابن سیرین کے ایک صحابی سے پوچھا تو اس نے کہا کہ آپ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی سنت کو محفوظ رکھنے میں اس درجہ کو پہنچیں گے کہ متصرف ہوں گے"۔ (تذکرۃ الاولیاء باب ۵ مترجم شائع کردہ منزل نقشبندیہ کوچہ ککے زئیاں کشمیری بازار لاہور)

یہ اقتباس حضرت مسیح موعودؑ کے خدام کے لئے "صحابی" کا لفظ دیکھ کر برا فروختگی کا اظہار فرمانے والے اصحاب کو دعوتِ فکر دے رہا ہے۔!!

(۴) حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ایک عجیب مکاشفہ

"حضرت مجدد الف ثانیؒ کو ہمیشہ کعبہ شریف کی زیارت کا شوق رہتا تھا۔۔کیا مشاہدہ فرماتے ہیں کہ تمام عالم انسان، فرشتے، جن سب مخلوق نماز میں مشغول ہے اور سجدہ آپ کی طرف کر رہے ہیں۔حضرت اس کیفیت کو دیکھ کر متوجہ ہوئے توجہ میں ظاہر ہوا کعبہ معظمہ آپ کی ملاقات کیلئے آیا ہے۔اور آپ کے وجود باجود کو گھیرے ہوئے ہے اس لئے نماز پڑھنے والوں کا سجدہ آپ کی طرف ہوتا ہے۔اسی اثناء میں الہام ہوا کہ "تم ہمیشہ کعبہ کے مشتاق تھے ہم نے کعبہ کو تمہاری زیارت کے لئے بھیج دیا ہے اور تمہاری خانقاہ کی زمین کو بھی کعبہ کا رتبہ دے دیا ہے۔ جو نور کعبہ میں تھا۔ اسی نور کو اس جگہ امانت کر دیا ہے اس کے بعد کعبہ شریف نے خانقاہ مبارک میں حلول کیا اور دونوں کی زمین باہم مل جل گئی۔ اس زمین کو بیت اللہ کی زمین میں فنا اور بقاء اتم حاصل ہوا"۔

(حدیقہ محمودیہ صفحہ ۶۸ ترجمہ روضۃ قیومیہ از حضرت ابو الفیض کمال الدین سرہندی رح)

خاکسار دوست محمد شاہد

(۵) مولوی ثناء اللہ امرتسری کا انجام

مدیر اہلحدیث مولوی ابو الوفا عبد المجید صاحب خادم سوہدری نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی سوانح پر مشتمل ایک کتاب "سیرت ثنائی" کے نام سے شائع کی ہے۔ اس میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے متعلق لکھتے ہیں :-

"جونہی اس شیر بیشۂ ملت کی آنکھیں بند ہوئیں وہ بقول دانایان یونان، راہنماؤں کی تیسری قسم میں داخل ہوگیا۔ اسے یکسر بھلا دیا گیا۔ اس کا نام زندہ رکھنے کا فرض جن افرادِ قوم، جن احباب، جن معتقدین اور جن اکابر جماعت پر عائد ہوتا تھا۔ انہوں نے تجاہل عارفانہ سے نہیں۔ تغافل مجرمانہ سے کام لیا۔ وہ اصحاب جن پر امید تھی کہ اس کے کام اور اس کے مشن کو مرنے نہیں دیں گے۔ اس کے رخصت ہوتے ہی بیگانے بن گئے۔ اور اس طرح چپ سادھ لی جیسے وہ اس بزرگ سے کبھی واقف ہی نہ تھے۔ آہ! ؎

دل میں ذوق وصل و یادِ یار تک باقی نہیں
آگ اس گھر کو لگی ایسی کہ جو تھا جل گیا

(سیرت ثنائی ص ۲-۳)

(خاکسار محمد اعظم اکسیر)

نوٹ :- اس عنوان کے ماتحت قارئین اپنے مطالعہ کے مفید حوالہ جات شائع کرنے کے لئے بھیجتے رہیں۔

(ایڈیٹر)

ایک تاریخی یادداشت

ہمارے قافلے پر کیا گزری؟

(جناب خان محمد عیسیٰ جان صاحب کوئٹہ کے قلم سے)

محترم خان محمد عیسےٰ جان صاحب کوئٹہ کا یہ مقالہ ایک تاریخی مقالہ ہے۔ اس سے تقسیم بھارت و پاکستان کے وقت کی وحشت و بربریت پر بھی گونہ روشنی پڑتی ہے۔ ہمارے امام کی اپنی جماعت سے بے پایاں محبت بھی نمایاں ہو رہی ہے۔ نیز احمدی احباب حضرت امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے کس طرح آگ و خون کے سمندر میں گھس جاتے تھے۔ اس کا نظارہ بھی سامنے آجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں اور توجہات میں جو عظیم برکت رکھی ہے وہ بھی مشاہدہ کی جاسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بعض غیر معمولی تائیدات کا بھی اس میں بیان ہے۔ ہم اس ایمان افروز مقالہ کو شکریہ کے ساتھ بطور ایک تاریخی یادداشت شائع کر رہے ہیں۔ (ایڈیٹر)

اگست ۱۹۴۷ء کا ذکر ہے۔ اس وقت برصغیر پاک و ہند کی تقسیم ہو چکی تھی۔ صرف امرتسر اور گورداسپور کے الحاق کا فیصلہ بعض سیاسی وجوہ کی بناء پر معرض التوا میں تھا۔ اس فیصلہ کو سننے کے لئے دونوں نو آزاد حکومتیں مضطرب اور بے تاب تھیں۔ لیکن پاکستان اور بالخصوص جماعت احمدیہ کا اضطراب نسبتاً زیادہ تھا۔ کیونکہ اس وقت سیاسی کشمکش اس بات کی غمازی کر رہی تھی۔ کہ پاکستان کے ساتھ ضرور بے انصافی برتی جائے گی۔ اور آخر کار ایسا ہی ہوا۔ اور وہ منحوس خبر جس کے سننے کے لئے ہمارے کان قطعاً تیار نہ تھے۔ سننی پڑی۔ ہندوستان کے ساتھ امرتسر اور گورداسپور کا الحاق ہمارے لئے ایسا ناقابل برداشت صدمہ تھا۔ جس کے گہرے آثار ابھی تک ہمارے ذہنوں اور دلوں پر قائم ہیں۔ اور اب بھی اس صبر آزما فیصلہ کے احساس سے ہمارا دل لرزتا ہے اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

یہ امر کسی سے مخفی نہ ہوگا کہ جماعت احمدیہ نے ان دونوں علاقوں کو پاکستان میں مدغم کرانے کے لئے کس ایثار اور جانفشانی کا مظاہرہ کیا۔ اپنی کم مائیگی اور بے سروسامانی کے باوجود بیرونی ممالک سے ماہرین علم جغرافیہ منگوا کر آفتاب نصف النہار کی طرح ثابت کر دیا کہ یہ دونوں علاقے پاکستان کے جزو لاینفک ہیں۔ اس عظیم مقصد کے لئے جماعت نے نہ صرف اپنا روپیہ پانی کی طرح بہایا بلکہ وہ تمام ضروری سامان اور جائز ذرائع جو تکمیل مقصد کے لئے ضروری تھے بروئے کار لانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ لیکن الٰہی تقدیر "داغ ہجرت" کے سامنے جماعت کی کوئی پیش نہ گئی اور

بالآخر ریڈکلف اور مونٹ بیٹن کے ظالمانہ فیصلہ پر جماعت
کو صبر کا تلخ گھونٹ پینا پڑا۔

فیصلہ کا اعلان ہوتے ہی مشرقی پنجاب بہیمانہ
وارداتوں کا گہوارہ بن گیا۔ ملٹری اور پولیس کے بل
بوتے پر قتل و غارت کا بازار گرم تھا۔ نہتے اور بے بس
مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جارہی تھی۔ معصوم اور کم
سن بچوں کو بے دردی سے تہ تیغ کیا جارہا تھا۔ ہزاروں
کنواریاں، بہو بیٹیاں بربریت اور بالجبر عصمت دری کی
دہکتی ہوئی بھٹی میں جھونکی جارہی تھیں۔ چاروں طرف موت
انسانوں کا روپ دھارے ہوئے تھی۔ اور بے چارے
مسلمان سراسیمگی کی حالت میں حواس باختہ ہوکر اپنے شہروں
اور دیہات کو خالی کر رہے تھے۔

انہی خطرناک حالات میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے
پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
کو اپنی خاص حفاظت میں پاکستان پہنچایا۔ یہاں پہنچ کر حضور
نے سب سے اول قادیان سے قریباً دس ہزار احمدیوں کو
پاکستان پہنچانے کا انتظام فرمایا۔ آپ نے حکومت پاکستان
کی اجازت سے ایک مرتبہ تئیس لاریاں کرایہ پر لے کر
قادیان بھجوائیں۔ ان لاریوں کے ساتھ پچاس احمدی تھے۔
جن میں کوئٹہ کے احباب میں سے ڈاکٹر میجر محمود احمد صاحب
شہید۔ ڈاکٹر میجر منیر احمد صاحب خالد۔ جناب شیخ محمد اقبال
صاحب۔ چودھری منور علی صاحب درویش۔ حوالدار محمد ایوب
صاحب درویش۔ میاں بشیر احمد صاحب ایم اے۔ میاں احمد دین
صاحب بٹ۔ میاں کریم بخش صاحب۔ مرزا محمد صادق صاحب
جہلمی۔ خان عبدالرحمٰن خان صاحب ایجنٹ اور خاکسار بھی شامل
تھے۔ ہم میں سے اکثر حفاظت مرکز کے لئے جارہے تھے۔
بعض اپنے رشتہ داروں کو لانے کے لئے گئے تھے۔

۲ر اکتوبر ۱۹۴۷ء کی صبح کی نماز کے بعد حضور نے
اس مختصر سے قافلہ کو بعض ضروری ہدایات دینے اور صبر و
استقلال کی تلقین کرنے کے بعد فرمایا۔ کہ مجھے محسوس ہو رہا
ہے کہ اس قافلہ کے ساتھ کوئی خطرناک حادثہ پیش آنے
والا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارا حافظ و ناصر ہو۔ اس کے بعد
حضور نے لمبی اور پرسوز دعا کرائی۔ وہ دعا تھی یا عرش کو
لرزانے والا زلزلہ۔ ہماری ہچکیاں بندھ گئیں اور آہ و بکا
سے آسمان گونج اٹھا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ
دعا کے ساتھ ہمارا یہ قافلہ منزل مقصود کی طرف روانہ ہوا۔
کوئی دس بجے کے قریب ہم پاکستان کی سرحد کو عبور کرکے
ہندوستان کی سرحد میں داخل ہوگئے۔ یہاں ملٹری چوکی پر
ہمارا قافلہ رک گیا۔ کچھ دیر کے بعد پوچھ گچھ اور تفتیش
ہونے لگی۔ الحمدللہ کوئی امر اعتراض کے لائق ظہور میں نہ
آیا۔ اور اس طرح تسلی پانے کے بعد انہوں نے ہمیں روانگی
کا حکم دیا۔

یہ دوپہر کا وقت تھا۔ آسمان پر سورج پوری
آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ ہر طرف سکوت طاری تھا
ہماری لاریاں چالیس پینتالیس میل کی رفتار سے جارہی تھیں
سڑک کی دونوں اطراف حد نظر تک ویران ہی ویران دکھائی
دے رہی تھیں۔ مستقبل کے عجیب و غریب تصورات آنکھوں
کے سامنے گھوم رہے تھے اور دل میں قادیان پہنچنے کی
خواہش مچل رہی تھی۔ غرض اس قسم کے اور بہت سے تخیلات
ہمارے ذہن کو گھیرے ہوئے تھے۔ کہ اچانک ناقابل برداشت

بد بو، ایسی بد بو جس سے ناک سڑنے لگے اور دماغ پھٹنے لگے، محسوس ہوئی۔ لاری سے باہر جو نظر پڑی تو یہ دیکھ کر روح کانپ اٹھی کہ سڑک کے دونوں اطراف کچھ فاصلہ پر کھیتوں میں انسانی لاشوں کو بڑے بڑے بدنما گدھ اور کتے نوچ رہے تھے۔ اُف! یہ نہایت بھیانک اور تکلیف دہ منظر تھا کہ دیکھتے ہی ہم پر دہشت طاری ہو گئی۔ اور کافی دیر تک ہم بے حس و حرکت ہو کر رہ گئے۔ ابھی ہماری بدحواسی دور ہونے نہ پائی تھی۔ کہ ہماری نظر مسلمان پناہ گزینوں کے ایک قافلہ پر پڑی جو پاکستان کی طرف جا رہا تھا۔

اس جگہ کچھ وقفہ کے لئے ہمارا قافلہ رکا تا ہم اپنے ان مظلوم اور بدنصیب بھائیوں کی خستہ حالت پر چار آنسو بہائیں۔ یہ لوگ کچھ تو بیل گاڑیوں پر سوار اور کچھ پیادہ تھے۔ اس قافلہ میں سے سب سے زیادہ دل خراش اور جگر سوز منظر جو میں نے دیکھا۔ وہ ایک عورت کی انتہائی بے چارگی اور مظلومیت کا تھا۔ اس کو دیکھ کر میری آنکھوں سے بے تحاشہ آنسو ڈھلک رہے تھے۔ وہ بیچاری پیدل جا رہی تھی۔ اس کے پاؤں کافی متورم تھے۔ پیٹ پھولا ہوا تھا۔ چہرہ بھی سوجا ہوا تھا۔ پاؤں میں شدید درد کی وجہ سے لنگڑا رہی تھی۔ درد اور کرب سے "ہائے ہائے" کرتی جا رہی تھی۔ چند قدم چل کر بیٹھ جاتی! اور ماتھے پر ہاتھ مار کر کہتی۔ "ہائے ربا! میں مری"! اور پھوٹ پھوٹ کر روتی۔ اس کا رونا اس قدر دل سوز تھا کہ پتھر دل بھی موم ہو جاتا۔ اس عورت کی یہ دردناک حالت دیکھ کر یقین کیجئے کلیجہ پھٹنے لگا۔ بیچاری جب دیکھتی کہ اس کے ساتھی کچھ دور نکل گئے۔ تو پھر چل پڑتی لیکن بادل ناخواستہ۔ کاش اس عورت کی ہم کوئی مدد کرنے کے لائق ہوتے۔

خدا خدا کر کے شام کے پانچ بجے ہم بٹالہ کے حدود میں داخل ہو گئے۔ اس جگہ پہنچ کر قادیان دیکھنے کی آرزو پھر دل میں انگڑائیاں لینے لگی۔ لیکن ہمیں کیا معلوم تھا کہ تقدیر ہم پر مسکرا رہی تھی اور ہماری یہ آرزو دل ہی دل میں مرجانے والی تھی۔ ابھی ہم بٹالہ شہر سے کوئی ایک میل باہر ہی تھے کہ انڈین پولیس اور ملٹری حکام نے ہمارے قافلہ کو رُکنے کا حکم دیا۔ فوراً تعمیل ہوئی۔ ہم نے بھی اس موقع کو غنیمت جانا اور اپنی تھکان دور کرنے اور تازہ دم ہونے کے لئے لاریوں سے اتر کر ادھر اُدھر ٹہلنے لگے۔ دائیں بائیں عمارتیں کھنڈرات کی صورت میں نظر آ رہی تھیں۔ فیکٹریاں اور ان کی ٹوٹی ہوئی مشینیں بھی دکھائی دے رہی تھیں۔ ہم سب چپ چاپ دیر تک ان کھنڈرات میں گھوم رہے تھے۔ یکا یک مشرق کی طرف ہمارے کچھ آدمی ایک کمرہ نما عمارت کے گرد جمع ہونے شروع ہوئے۔ میں بھی دیکھا دیکھی وہاں پہنچ گیا۔ اُف کیسا مکروہ منظر مجھے دیکھنا پڑا ایک عورت کی نصف لاش کٹی ہوئی پڑی تھی۔ لاش بالکل تازہ تھی۔ میں تو زیادہ دیر وہاں ٹھہر نہ سکا۔ سر میں چکر آنے لگے اور آنکھوں میں اندھیرا۔ فوراً واپس اپنی لاری میں آکر بیٹھ گیا اور ان وحشیانہ مناظر کے تصورات سے قریب تھا کہ دیوانہ ہو جاتا۔

ہمیں وہاں رُکے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی۔ سورج غروب ہونے کو تھا۔ دلوں میں خوف و اضطراب کی لہر دوڑنے لگی۔ جوں جوں وقت گذرتا گیا ہمارا اضطراب بھی اسی مقدار سے بڑھتا گیا۔ اس وقت جب سورج کی

سنہری کرنیں آنکھوں سے اوجھل ہوئیں اور تاریکی فضاء پر چھا رہی تھی۔ مطلع پر ستارے ہماری مظلومیت پر آنسو بہانے کے لئے بے نقاب ہو رہے تھے۔ تب عین اس وقت خبر آئی کہ رات یہیں پر گذاری جائے گی۔ یہ سنکر ہم سب کے کلیجے دہل گئے۔ خوف کے آثار ہمارے چہروں پر نمودار ہونے لگے۔ ہم بالکل نہتے تھے اور نہتے ہونے کے احساس نے ہمیں بُری طرح گھائل کیا ہوا تھا۔ "حکیم حاکم مرگ مفاجات" ناچار ہمیں رات وہیں گذارنی پڑی۔ لیکن اس بھیانک ماحول میں بھلا نیند کس کو آسکتی تھی۔ بڑی مشکل سے اٹھتے بیٹھتے ہم نے رات گذار دی۔

صبح کو آٹھ بجے خبر آئی کہ چونکہ بارش کی وجہ سے قادیان کا راستہ خراب ہو چکا ہے۔ اس لئے تم واپس لاہور چلے جاؤ۔ ورنہ یہاں تمہیں ہندو اور سکھ زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ یہ سنتے ہی ہمارے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے اتنا خرچ، اتنی تگ و دو اور اتنی صعوبتوں کے بعد بے نیل مرام واپس جانا ہمارے لئے ایک صدمہ عظیم تھا۔ ہم نے ان ظالموں کی بڑی منت سماجت کی۔ لجاجت اور انکساری سے ان سے درخواست کی کہ وہ ہمیں قادیان جانے کی اجازت دے دیں۔ مگر ان کا پتھر دل ہماری لجاجت سے ذرا بھی متاثر نہ ہوا۔ دراصل راستہ کوئی خراب نہ تھا۔ صرف اس لئے وہ ہمارے واپس جانے پر مصر تھے کہ اس رات وہ قادیان پر حملہ کرنے کی تیاری میں مصروف تھے۔ بالآخر ہم نے اپنے ساتھ بٹالہ کے مسلمان پناہ گزین لے جانے کی اجازت کے لئے ان سے درخواست کی تو کچھ دیر تأمل کے بعد انہوں نے ہمیں ایسا کرنے کی اجازت دے دی۔

ہم کوئی دس بجے ایک میدان میں سے گذر کر پناہ گزین کیمپ میں داخل ہوئے۔ یہاں ایک بہت بڑا جوہڑ تھا جس کے کنارے یہ ستم رسیدہ پناہ گزین پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے ان کی حالت انتہائی قابل رحم تھی۔ لاغر اور مفلوک الحال تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا برسوں سے بیمار ہیں اور جیسے خوشیاں ہمیشہ کے لئے ان سے منہ موڑ چکی ہیں چلنے پھرنے کی ان میں سکت نہ تھی۔ ننگی اور کھردری زمین ہی ان کا بستر بچھونا تھی۔ پھٹے پرانے چیتھڑے زیب تن کئے ہوئے تھے۔ کوئی سویا ہوا تھا کوئی لیٹا ہوا تھا۔ اور کوئی جوہڑ سے پانی پی رہا تھا۔ معمر عورتیں ایک دوسرے کے سامنے آلتی پالتی مارے بیٹھی تھی۔ یہ دردناک منظر دیکھ کر یقین جانئے ہمارا کلیجہ پھٹ گیا۔ کیمپ میں ایک ہولناک سکوت طاری تھا۔ ہم حیران تھے کہ ہمیں دیکھ یہ خوش کیوں نہیں ہوئے۔ شاید اس لئے کہ ان کی یہاں سے بچ نکلنے کی امید بالکل منقطع ہو چکی تھی اور زندہ رہنے کا احساس مٹ چکا تھا۔ لیکن یونہی ان کو بتایا گیا کہ ہم ان کو پاکستان لے جانے کے لئے آئے ہیں تو خدا معلوم ان میں اتنی پھرتی اور طاقت کہاں سے آگئی کہ دیکھتے ہی دیکھتے سب کے سب لاریوں پر ٹوٹ پڑے وہ لاریوں پر چڑھنے کی دھن میں ایک دوسرے سے بُری طرح ٹکرا رہے تھے۔ اور ان میں وہ گھما گھمی ہوئی کہ ہم انگشت بدندان رہ گئے آن واحد میں ساری لاریاں بھر گئیں کیمپ میں کچھ ہندو اور سکھ اِدھر اُدھر پھرتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ جو ہمیں غیظ و غضب کی نظروں سے گھور رہے تھے۔

جب ہماری تمام لاریاں بھر گئیں اور ہم روانہ

ہونے کو تھے۔ دفعتاً کیمپ کے ارد گرد لمبی لمبی گھاس اور
گھنی جھاڑیوں میں سے جہاں مشین گنیں اور برین گنیں تھامے
ہوئے یہ ظالم چھپے ہوئے تھے۔ گولیوں کی بوچھاڑ شروع ہوئی
ایسی غضب کی بوچھاڑ تھی کہ کانوں کے پردے پھٹ جاتے
کا اندیشہ ہونے لگا۔ یہ دیکھ کر ہمارے دل دہل گئے اور
بے بسی کے عالم میں موت کے ہیبتناک خوف سے ہمارے جسم
کپکپانے لگے۔ بیچارے پناہ گزین جو چند لمحہ پہلے پاکستان
پہنچنے کا خوشگوار خواب دیکھ رہے تھے۔ اب ایک دوسرے
کی طرف خوف زدہ نظروں سے تکنے لگے۔ ان بے چاروں کو
کیا معلوم تھا کہ ان کا خواب اتنی جلدی شرمندہ تعمیر ہونے
والا نہ تھا۔ بیسیوں پناہ گزین چند لمحوں میں لقمہ اجل
بن گئے۔ اس طرح بے بسی کی حالت میں مارے جانے کا
احساس دوسرے انسانوں کو بھی بدحواس کر دینے کیلئے
کافی تھا۔ جس لاری میں میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ خاص طور
پر ظالموں کا نشانہ بنی ہوئی تھی اور گولیاں بے تحاشہ
اس طرف تڑ تڑ کرتی ہوئی آ رہی تھی۔ یہ صورت حال میرے
لئے اور بھی مایوس کن تھی۔ چند سیکنڈ تک میں اپنی جگہ
بے حس و حرکت دہشت زدہ آنکھوں سے دیکھتا رہا کہ
کس طرح بعض پناہ گزین ایڑیاں رگڑ رگڑ کر دم توڑ
رہے تھے بعضوں کے شانوں سے خون کی دھار ابل رہی
تھی۔ اور بعض خون میں لوٹ پوٹ رہے تھے۔ فضا میں کراہنے
کی آواز ابھر رہی تھی۔ اور یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے
ساری کائنات کراہ رہی ہے۔ ان کے چہرے فرط خوف
سے سپید پڑ چکے تھے۔ ٹانگیں تھرتھرا رہی تھیں۔ اگرچہ
میری کیفیت یہ نہ تھی۔ تاہم موت کو اتنے قریب پا کر
اپنے حواس پر قرار نہیں رکھ سکتا تھا۔ پناہ گزینوں کو
اس طرح مرتے ہوئے اور زخمی ہوتے ہوئے مجھ سے دیکھا
نہ گیا تھا۔ یہ دیکھ کر میرے دل میں لاری سے اتر جانے
کا خیال پیدا ہوا۔ لیکن اس وقت اترنا بہت سخت اور
جان لیوا مرحلہ تھا۔ مگر مجبوراً دھڑکتے دل کے ساتھ میں
لاری سے اتر گیا۔ اور نزدیک جوہڑ کے کنارے گولیوں
کی زد سے بچنے کے لئے ایک مٹی کے ٹیلہ کی آڑ لی۔ لیکن
ابھی میں بمشکل وہاں بیٹھا ہی تھا کہ دو گولیاں سنسناتی
ہوئی میرے دائیں بائیں سے اتنے قریب سے گذریں کہ
میری ذراسی جنبش مجھے موت کے آغوش میں سلانے کے
لئے کافی تھی۔ اور ایک گولی سامنے آکر زمین میں دھنس گئی
جس کی گرد سے آنکھیں چندھیا گئیں۔ میں ذرا پیچھے ہٹا
تا اپنے آپ کو اور محفوظ جگہ پر پہنچاؤں۔ لیکن آپ میرے
خوف وہراس کا اندازہ نہیں لگا سکتے جب میں نے دیکھا
کہ مجھے وہاں تنہا چھوڑ کر لاریاں روانہ ہونے لگی ہیں۔
دل سخت دھڑکنے لگا اور چند سیکنڈ تک میں اپنی جگہ بےحس و
حرکت کھڑا رہا۔ میرا ذہن بالکل ماؤف ہو چکا تھا۔
میری ہمت قطعاً جواب دے چکی تھی۔ اگرچہ مجھے موت کا
کوئی خوف نہیں تھا لیکن اس طرح دشمن کے گھیرے میں
کتے کی موت مرنے کو میں تیار نہیں تھا۔ اس وقت اگر
مجھے غیبی ہاتھ تھامے ہوئے نہ ہوتا تو میں کبھی کا ان
درندوں کے ہاتھوں لقمہ اجل بن چکا ہوتا۔ اسی وقت
طرفۃ العین میں مجھ میں اپنی شکستہ ہمت اور دہشت زدہ
حواس پر قابو پانے کی طاقت بجلی کی طرح عود کر آئی اور
میں اپنی پوری طاقت سے دوڑ کر ایک لاری پر چڑھنے

ہیں کامیاب ہو گیا۔ اگرچہ جس جگہ میں چڑھا تھا۔ وہ تکلیف دہ اور غیر محفوظ تھی۔ یعنی ڈرائیور کے پیچھے جہاں لاری کا فالتو پہیہ رکھا جاتا ہے۔ میرا اُوپر کا نصف جسم باہر فضاء میں تھا۔ اور کسی وقت بھی دشمن کی بے تحاشہ گولیوں سے چھلنی ہو جاتا۔ لیکن کیمپ میں تنہا رہ کر کتے کی موت مرنے کی نسبت یہ جگہ میرے لئے بہشت بریں سے کم نہ تھی۔

ابھی تک ہماری لاریاں اسی وسیع میدان میں چل رہی تھیں۔ جہاں سے ہم گئے تھے۔ اور گولیاں برابر سنسناتی ہوئی ہمارے سروں پر سے گذر رہی تھیں۔ پناہ گزین بے چارے ایسے سہمے بیٹھے تھے۔ جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد ہم میدان سے نکل کر بازار کی ایک گلی میں داخل ہو گئے۔ عجیب بات تھی۔ یہاں لوگ ہمیں دیکھ کر بے تحاشہ ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ جیسے ہم ان پر حملہ کرنے والے تھے۔ بازار میں سے نکل کر ہم ریلوے سٹیشن کے ساتھ والی سڑک پر آگئے۔ کافی دور تک سڑک خالی اور غیر آباد تھی۔ کہیں کہیں بے چارے تباہ شدہ مسلمانوں کی ٹوٹی اور لُوٹی ہوئی دکانیں دیکھنے میں آتی تھیں۔ کچھ دُور جا کر ہماری لاریاں ایک دم رُک گئیں۔ ہم حیران ہوئے کہ یہ رُکنے کی کونسی جگہ تھی۔ مگر جب میری نظر سڑک کے سامنے پڑی تو یہ دیکھ کر میرا خون منجمد ہونے لگا۔ کیونکہ ہمارا راستہ لوہے کے بڑے بڑے پہیے رکھ کر بند کیا ہوا تھا۔ اور سڑک کی دونوں جانب زمین پر دو دو سکھ اور دو دو ڈوگرے برین گن تھامے ہوئے اوندھے منہ لیٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے انگلی برین گن کی لبلبی پر رکھی ہوئی تھی۔ وہ حکم کے منتظر تھے۔ اور نزدیک ہی جنوب کی طرف ایک دومنزلہ عمارت کی چھت پر کئی مسلح ہندو سکھ لوہے کی ٹوپیاں پہنے ہوئے سوراخوں سے ہمیں تاک رہے تھے۔ نہ معلوم کتنی دیر ہم وہاں ان کے رحم و کرم پر پڑے رہے۔ اسی اثناء میں سفید لباس میں ملبوس بے شمار سکھ ہندو ہمارے اردگرد جمع ہونے شروع ہوئے۔ ہر ایک نے کوئی نہ کوئی ہتھیار ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔ ان کی آنکھوں سے غیظ و غضب اور وحشت کے شرارے پھوٹ رہے تھے۔ بائیں طرف ایک طویل و عریض میدان تھا۔ جو ان لوگوں سے اس قدر بھرا ہوا تھا۔ کہ تل دھرنے کی جگہ نہ رہی۔ دائیں طرف ایک لمبی چوڑی گلی تھی جو ہجوم سے اٹی پڑی تھی۔ آس پاس سڑک کے کنارے دکانیں تھیں۔ جن کی چھتوں پر بکثرت لوگ چڑھے ہوئے تھے۔ ایک سکھ حوالدار جو اس خوفناک ڈرامے کا ہیرو تھا۔ اور جو ان ہلاکت خیز سرگرمیوں میں اہم رول ادا کر رہا تھا کی زبانی معلوم ہوا کہ سات ہزار سکھ ہندو اپنے دل کی پیاس ہمارے خون سے بجھانے کی غرض سے جمع ہیں اور وہ ہم پر ٹوٹنے اور ہمارے جسموں کو اپنے تیز اور نوکدار ہتھیاروں سے چھیدنے کے لئے بالکل تیار کھڑے ہیں۔ یہ خونچکاں منظر دیکھ کر ہمارے دل پر جو کیفیت گذری وہ الفاظ میں بیان نہیں کی جاسکتی۔ ہمارے دل زور زور سے دھڑکنے لگے۔ موت ہمارے سر پہ منڈلا رہی تھی۔ سراسیمگی کی حالت میں ہم حواس باختہ ہو چکے تھے بس یہی سمجھ لیجئے کہ ہم جسم بے جان ہو کر رہ گئے ——

میں جس جگہ کھڑا تھا وہ چونکہ عین مورچہ کے منہ پر تھا۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ میں یہاں سے اُتر کر دوسری جگہ چلا جاؤں۔ اس وقت اترنا یقیناً موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ دل تھام کر میں اتر ہی گیا۔ مگر اس خیال سے پھر واپس اپنی جگہ پر آیا کہ اس وقت موت سے اپنی جان بچانا بزدلی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد مجھے یاد آیا کہ میں نے ابھی تک ظہر اور عصر کی نمازیں نہیں پڑھیں۔ چنانچہ لاری کے ترپال پر تیمم کر کے میں نے دونوں نمازیں اشاروں سے ادا کیں۔ ادھر میں نماز سے فارغ ہوا اور ادھر ایک لرزہ خیز دھماکہ سے ساری فضا گونج اٹھی۔ پیچھے جو مڑ کر دیکھا تو ہماری سب سے پچھلی لاری پر ایک دستی بم پھینکا گیا۔ جس سے یہ قیامت خیز دھماکہ ہوا تھا۔ اس لاری کے تمام کل پرزے ہوا میں اس طرح اڑ رہے تھے۔ جس طرح روئی کے گالے۔ اس میں بیٹھے ہوئے پناہ گزینوں پر جو گذری اس کا اندازہ آپ تصور میں بھی نہیں لا سکتے۔ ان میں سے اکثر موت کے آغوش میں ہمیشہ کی نیند سو گئے۔ اور جو باقی بچے تھے وہ بری طرح مجروح ہوئے۔ ابھی اس دردناک اور جگر سوز منظر کا زخم مندمل ہونے نہ پایا تھا کہ ان سفاکوں نے مورچے سے پوری فائرنگ کھولدی۔ الامان الحفیظ۔ وہ فائرنگ تھی یا بلائے ناگہانی۔ فضاء گولیوں کی سنسناہٹ سے گونج اٹھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قریب سے آتش فشاں پہاڑ پھٹ گیا ہے۔ گولیاں بارش کی طرح سُن سُن کرتی ہوئی گذر رہی تھیں — پناہ گزین بےچارے دانوں کی طرح بھُنے جا رہے تھے۔ معلوم نہیں ہم میں سے کتنے زخمی ہوئے اور کتنے مارے گئے۔ یہ فائرنگ کتنی دیر رہی۔ اس کا صحیح اندازہ لگانا ناممکن تھا اور سچ پوچھئے اس وقت اندازہ لگانے کی ہوش کس کو تھی جب زندہ رہنے کی امیدیں مٹ چکی تھی۔ تو اندازہ لگا کر کیا کرتے۔

"یاالٰہی! تیرے محبوب کے غلاموں کے لئے یہی موت مقدر تھی؟" ابھی یہ فقرہ زبان پر ہی تھا۔ کہ میری ٹانگ کو اس زور کا جھٹکا لگا۔ جیسا بجلی کی زبردست کرنٹ اس میں داخل ہوگئی۔ جب ٹانگ پر نظر پڑی تو خون کی موٹی موٹی دھاریں فوارے کی طرح پھوٹ رہی تھیں اور شلوار خون سے لت پت ہو چکی تھی۔ تب مجھے یقین ہوا کہ گولی نے اپنا کام کر لیا ہے۔ گولی دائیں ران کے اوپر کے حصہ میں سے ایک طرف پیوست ہو کر دوسری طرف ایک بہت بڑا زخم کر کے نکل گئی۔ اگر الٰہی نصرت شامل حال نہ ہوتی تو میں ضرور سڑک کے اوپر ڈھیر ہو جاتا۔ اور بعد میں جو میرا حشر ہوتا وہ ظاہر تھا۔ ابھی زخمی ہونے کے احساس سے میں فارغ ہی نہ ہوا تھا۔ کہ ایک اور گولی میری اسی ٹانگ کے نزدیک سے گذرتی ہوئی ہماری لاری کی پٹرول ٹینکی میں پیوست ہو گئی۔ جس سے سارا پٹرول اسی وقت زمین کی نذر ہو گیا۔ آپ یقین جانئے کہ مجھے اپنے زخمی ہونے کا اس قدر صدمہ نہ ہوا جس قدر پٹرول کے ضائع ہونے سے ہوا تھا۔ کیونکہ اس سے زندہ بچنے کی امید کی آخری کرن بھی ختم ہو گئی۔ آپ کے دل میں یہ خیال ضرور گذرا ہو گا۔ کہ میری ٹانگ جبکہ لاری کی موٹی چادر کے پیچھے محفوظ جگہ پر تھی تو گولی وہاں کس طرح پہنچی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ فرنٹ سیٹ میں ڈاکٹر میجر منیر احمد صاحب خالد فوجی

یونیفارم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور آپ کے ساتھ میاں
بشیر احمد صاحب پاسپورٹ آفیسر بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان
دونوں کا انہوں نے نشانہ کیا تو گولی ان دونوں کے
بازوؤں کے درمیان میں سے نکلی کہ لاری کی چادر کو چیرتی
ہوئی میری ٹانگ کو بُری طرح زخمی کرنے کا موجب بن گئی۔
گولیاں ابھی تک بارش کی طرح برس رہی تھیں۔
اور سات ہزار سکھ ہندو جو اس سے بیشتر کچھ فاصلہ پر ہمارے
گرد و پیش کھڑے تھے۔ اب ہمارے قریب ہونے لگے۔
دیکھنے میں وہ انسان تھے۔ مگر حقیقت میں وہ خونخوار درندے
تھے۔ ان کی آنکھوں سے آگ برس رہی تھی۔ کیا بتاؤں وہ
منظر کس قدر خوفناک تھا۔ بس یہی سمجھ لیجئے کہ موت
اپنے ہیبتناک جبڑے کھولی ہوئی خراماں خراماں ہماری
طرف آ رہی تھی۔ موت یقینی تھی۔ اس وقت نہ مجھے
اپنی بیوی بچوں کا خیال تھا۔ نہ عزیز رشتہ داروں کا احساس،
اور نہ ہزاروں روپیہ کے کاروبار کے ضائع ہونے کی
فکر تھی۔ ہاں صرف یہ احساس ستائے جا رہا تھا کہ جب
ہمارے پیارے امام کو ہماری اس طرح موت کی خبر پہنچے گی
تو حضور کو کتنی تکلیف اور قلق ہوگا۔ انہی احساسات میں
میں گم تھا۔ کہ اچانک سامنے کی طرف سے میں نے تین
ملٹری ٹرک اپنی طرف آتے ہوئے دیکھے۔ اور یہ ٹرک
عین اس جگہ آ کر رُک گئے جہاں ہمارا راستہ بڑے بڑے
لوہے کے پہیئے رکھ کر مسدود کیا ہوا تھا۔ چونکہ جس
لاری پر میں تھا وہ دوسرے نمبر پر تھی۔ اس لئے مجھے ان
ٹرکوں میں بیٹھے ہوئے لوگوں کی ایک ایک حرکت صاف
نظر آ رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ اگلے اور پچھلے ٹرک میں
بیٹھے ہوئے چند مسلح فوجیوں نے رائفلیں اٹھائیں اور
ان کا رخ درمیان والے ٹرک (جس میں ہندو سکھ مرد اور
عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں) کی طرف پھیر دیا اس پر ان ہندو سکھوں
نے مورچے والوں کی اپنے ہاتھوں کے اشاروں سے منت
سماجت کی کہ وہ فائرنگ بند کر دیں۔ واقعہ یوں ہوا تھا
کہ لاہور سے ہندو سکھ پناہ گزینوں سے بھرا ہوا ایک
ٹرک پاکستانی فوجی دستہ کی نگرانی میں بٹالہ لایا جا رہا تھا۔
اس فوجی دستہ نے جب ہمارا یہ حشر دیکھا تو اس نے ہندو
پناہ گزینوں کو رائفلوں سے ڈرا دھمکا کر کہا کہ فائرنگ
بند کراؤ۔ ورنہ تم سب کو ابھی یہاں ڈھیر کر دیا جائے گا۔
چنانچہ ان کی یہ تجویز کارآمد ثابت ہوئی اور فائرنگ
بند ہو گئی۔ جونہی فائرنگ بند ہوئی ایک خوبصورت
جسیم نوجوان نے جو شکل و شباہت سے اس دستہ کا
آفیسر دکھائی دے رہا تھا۔ فوراً لاری سے اتر کر سڑک
پر سے دو پہیئے ہٹا دیئے اور انگلی کے اشارے سے ہمارے
ڈرائیوروں کو فوراً نکل جانے کو کہا۔ بس پھر کیا تھا
اشارہ ملتے ہی ہماری اگلی لاری ہوا سے باتیں کرنے
لگی۔ لاری کو روانہ ہوتے دیکھ کر میرا دل بیٹھ گیا۔
کیونکہ میرے سامنے ہماری لاری کا پٹرول گر کر ضائع
ہو چکا تھا۔ اور بغیر پٹرول کے لاری چل کس طرح سکتی
تھی؟ اور پھر میرے لئے یہ اور بھی قابل افسوس امر تھا
کہ ہماری وجہ سے باقی تمام پچھلی لاریاں رُکی رہیں گی
لیکن اللہ کی شان نرالی ہے۔ سچ ہے جس کو اللہ رکھے
اس کو کون چکھے۔ آپ میری حیرت کا اندازہ نہیں لگا
سکتے جب میں نے دیکھا کہ ہماری لاری بھی آن واحد

میں ہوا میں اُڑنے لگی۔ مجھے اس کا قطعاً علم نہ تھا۔ کہ بعض لاریوں میں دو پٹرول ٹینکیاں ہوا کرتی ہیں۔ ایک ظاہر اور دوسری پوشیدہ۔ اس علم کا انکشاف بعد میں ہوا جبکہ میں ہسپتال میں تھا۔

ابھی تک میرے زخم سے خون کی دھاریں اُبھر رہی تھیں۔ زیادہ خون نکلنے کی وجہ سے میں سخت نڈھال اور کمزور ہو چکا تھا۔ فرنٹ سیٹ کی چھت پر میں نے اپنا سر رکھا۔ اور پھر اس کے بعد ایسی غشی طاری ہوئی کہ واگہ پہنچ کر میری آنکھ کھلی۔ جب آنکھ کھلی تو میں نے اپنے آپکو مکرم مرزا محمد صادق صاحب جو اس وقت مکرم میاں بشیر احمد صاحب کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے کی پیٹھ پر اٹھائے ہوئے دیکھا۔ میں نے مرزا صاحب سے پوچھا کہ آپ کیا کرنے لگے ہیں؟ فرمانے لگے تمہارے لئے امبولینس کار آئی ہوئی ہے تمہیں میو ہسپتال لے جا رہا ہوں۔ اس جگہ تشکر کے طور پر یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر مرزا صاحب نے جو میری خدمت کی ہے وہ تا قیامت بھلائی نہیں جا سکتی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ انہوں نے نہایت احتیاط اور آرام کے ساتھ مجھے امبولینس کار میں لٹا دیا۔ اس وقت زخم شدہ پاؤں میں مجھے شدید درد محسوس ہونے لگی۔ میں نے مرزا صاحب سے عرض کی کہ وہ میرے پاؤں سے بوٹ اتار دیں۔ لیکن پاؤں سوجنے کی وجہ سے بوٹ نہیں اتر رہا تھا۔ پھر میں نے جیب سے چاقو نکال کر ان کو دیا۔ اور کہا کہ بوٹ کاٹ کر نکال دیں۔ انہوں نے فوراً ہی بوٹ کاٹ کر نکال دیئے اور اس طرح مجھے کافی حد تک تسکین ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک سکھ ڈاکٹر آئے ان کے ہاتھ میں کچھ مرہم پٹی تھی۔ میرے زخم کو جھک کر دیکھنے لگے۔ میں نے ان سے پوچھا آپ کیا کرنے لگے ہیں؟ کہنے لگے۔ مرہم پٹی کرنے لگا ہوں۔ میں نے کہا اس کی کوئی ضرورت نہیں آپ چلے جائیں اور میرے زخم کو ہاتھ نہ لگائیں۔ کہنے لگے خان صاحب خون کافی بہہ رہا ہے اور اس حالت میں آپ کا ہسپتال پہنچنا ناممکن ہے۔ میں نے کہا پرواہ نہیں۔ وہ کوئی رحم دل ڈاکٹر معلوم دیتے تھے۔ اس لئے انہوں نے مرزا صاحب کو کہا کہ آپ اپنے ہاتھوں سے اس کی مرہم پٹی کریں۔ کیونکہ اگر اس کا خون بند نہ ہوا تو یہ راستہ میں ہی ختم ہو جائے گا۔ میں نے پھر بھی انکار کیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب چلے گئے اور ہماری کار میو ہسپتال کی طرف روانہ ہو گئی۔ راستہ میں کار کے ہچکولوں کی وجہ سے مجھے کبھی کبھی ناقابل برداشت درد ہوتی تھی۔ معلوم نہیں رات کتنے بجے ہم میو ہسپتال پہنچے۔ ڈاکٹر صاحب فوراً زخم کو دیکھنے کے لئے آئے۔ زخم دیکھ کر فرمانے لگے کہ اس میں کچھ گولی کے ذرات رہ گئے ہیں اور کچھ زہر پھیل چکا ہے اس لئے اس وقت پٹی نہیں کی جائے گی۔ البتہ کل صبح کو اس کا اپریشن ہوگا۔ اس کے بعد پھر مجھے معلوم نہ ہوا کہ کس طرح اور کب مجھے سرجیکل وارڈ میں لایا گیا۔ جب آنکھ کھلی تو میں نے مکرم ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کو اپنے سرہانے کھڑے دیکھا اور ان کے پاس چند نرسنگ آرڈلی لڑکے بھی کھڑے ہوئے تھے۔ میں نے جان لیا کہ اب مجھے اپریشن کے لئے لے جا

رہے ہیں۔ میں نے ڈاکٹر صاحب سے نہایت انکساری سے عرض کی کہ خدا کے لئے میری ٹانگ نہ کٹوائیں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ بغیر ٹانگ کٹنے کے میرا بچنا محال ہے تو بیشک مجھے مرنے دیجئے لیکن ٹانگ نہ کٹوائیں۔ بھلا ڈاکٹروں پر بھی کسی مریض کی لجاجت اثر انداز ہو سکتی ہے؟ وہ تو ڈیوٹی کے بندے ہیں۔ خواہ کسی کی ٹانگ کٹے یا بازو ان کی بلا سے۔ جب ڈاکٹر صاحب نے میری یہ دردمندانہ گذارش سنی تو مسکرا کر فرمانے لگے گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ خیر کرے گا۔ اس کے بعد مجھ پر ایسی غشی طاری ہوئی کہ مجھے قطعاً معلوم نہ ہو سکا۔ کہ کب میرا اپریشن ہوا اور کس وقت مجھے چارپائی پر واپس لایا گیا۔ جب مجھے قدرے ہوش آئی اور میں نے آنکھ کھولی تو اپنے اردگرد چند ڈاکٹر، چند نرس اور بعض اپنے عزیز رشتہ داروں کو کھڑے ہوئے دیکھا۔ ان میں اپنے خسر محترم مولوی عطا محمد صاحب کو بھی دیکھا۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا میرا اپریشن ہو چکا ہے؟ فرمانے لگے جی ہاں ہو چکا ہے۔ پھر میں نے پوچھا کیا میری ٹانگ تو نہیں کاٹی گئی۔ انہوں نے فرمایا نہیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری خواہش اپنے خاص فضل سے پوری کر دی۔ ورنہ ٹانگ کاٹنے کے لئے سارے اوزار یعنی آری و دیگر ضروری سامان تیار رکھے ہوئے تھے۔ اس سے مجھے کافی اطمینان ہوا اور اپنے دل میں مولا کریم کا سجدہ شکر بجا لایا۔ پھر انہوں نے سارا واقعہ سنایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر میری ٹانگ کو کٹنے سے بچایا۔ انہوں نے بتایا کہ ران کی ہڈی کا معائنہ کرنے کے لئے تمہارے زخم کو کافی گہرائی تک چیرا دیا گیا

اگر ہڈی کو گولی سے گزند پہنچا ہوتا تو پھر ٹانگ ضرور کاٹ دی جاتی۔ لیکن جب ڈاکٹروں نے دیکھا کہ ہڈی بالکل محفوظ ہے اور گولی ہڈی کے آس پاس گوشت میں ہی گھوم کر نکل گئی تو ششدر رہ گئے۔ کیونکہ ان کے تجربہ میں کبھی ایسا عجوبہ کیس نہیں آیا۔ کہ گولی ہڈی کے سیدھ میں داخل ہونے کے باوجود ہڈی کو نقصان نہ پہنچائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کی برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس ناچیز اور حقیر بندے کو موت کے منہ سے نکال کر دوبارہ زندگی عطا فرمائی۔

اب قافلہ کا حال سنئے۔ جب ہمارا قافلہ پہلے ظالموں سے بچ بچا کے واگہ پہنچا تو یہاں تین ہزار غیر مسلم مسلح فوجیوں نے قافلہ کا استقبال بھری ہوئی رائفلوں سے کیا۔ قریب تھا کہ ہمارا قافلہ ان خونخواروں کی گولیوں سے چھلنی ہو جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا تصرف فرمایا کہ عین اس وقت جبکہ وہ فائرنگ کے حکم کے منتظر تھے اللہ تعالیٰ نے بلوچ رجمنٹ کو فرشتۂ رحمت بنا کر وہاں پہنچا دیا۔ بس اس رجمنٹ کا پہنچنا تھا۔ کہ ان لوگوں کے وحشیانہ ارادے خاک میں مل گئے اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمارے قافلہ کو بال بال بچایا۔ آخر ۵ر اکتوبر ۱۹۴۷ء کو تاریخ احمدیت کا یہ آنکھوں دیکھا ایک ہولناک ڈرامہ اپنے عروج پر پہنچ کر ختم ہو گیا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

اسلام کا اقتصادی نظام

ضروری استدراک

(از جناب چودھری عبد الرحیم صاحب)

جناب مکرم مولوی ابو العطاء صاحب دامت برکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

رسالہ الفرقان کے ذریعہ سے جو آپ اسلام اور بنی نوع انسان کی خدمت سر انجام دے رہے ہیں وہ بہت زیادہ شکریہ ستائش اور تعریف کے قابل ہے خدا تعالیٰ آپ کو جزائے خیر فی الدنیا والآخرۃ عطا فرمائے آمین۔

اس مراسلہ کے ذریعہ سے میں آپ کی توجہ الفرقان ماہ اگست ۱۹۶۴ء کے صفحہ ۱۴ کالم ۲ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جہاں صاحب مضمون رقم طراز ہیں کہ

"اس سے ظاہر ہے کہ انفرادی ملکیت کا حق محض فتنہ و فساد کو روکنے کیلئے تسلیم کیا گیا ہے۔ اس کو ہم اسلام کا آخری یا ناقابلِ تبدیل قانون نہیں کہہ سکتے۔ اگر ضرورت لاحق ہو گی مثلاً ہنگامی حالات پیدا ہو جائیں تو خلیفۂ وقت یا ملک کی مجلس قانون ساز و مجلس منتظمہ تمام ذرائع پیداوار اور پیداوار اپنی نگرانی میں لے سکتی ہے۔"

پھر فرماتے ہیں:۔

"جب کبھی ہنگامی حالات پیدا ہونگے یا قوم کے لئے قومی خطرات پیدا ہوں گے تو اس وقت خلیفۂ وقت ذاتی وانفرادی ملکیت کا حق منسوخ کر کے تمام ذرائع پیداوار اور پیداوار کو قومی ملکیت قرار دے سکتا ہے۔"

اپنے اس خیال کی تائید میں محترم مضمون نگار صاحب نے المحلی میں نقل شدہ ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ درج کر کے انوکھا استدلال کیا ہے۔ یہ واقعہ ایک جہاد کے سفر کا ہے۔ مجاہدین کے توشے ختم ہونے لگے۔ تو انہوں نے مناسب خیال کر کے سب کے بچے کھچے توشے یکجا جمع کئے اور پھر سب کو تا اختتام سفر تھوڑا تھوڑا راشن دیا۔ تاکہ سب کی جان بچے۔ اس سے یہ استدلال کرنا کہ حکومت وقت انفرادی ملکیت کا حق منسوخ کر سکتی ہے ــــ نہایت انوکھا ہے۔

(۱) میری گذارش یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں شدید ہنگامی حالات میں بھی کبھی قومی ضروریات کے لئے انفرادی ملکیت کی

منسوخی کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ اشارہ تک نہیں کیا۔ جب بھی ہنگامی حالات پیدا ہوتے اور شدید قسم کی قومی ضروریات پیش آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے چندہ اور صدقہ کی اپیل کی نہ کہ انفرادی ملکیت پر دست اندازی کی۔

(۲) قرآن کریم میں کوئی ایسی آیت موجود نہیں ہے جس سے یہ استدلال ہو سکتا ہو کہ حکومت وقت انفرادی ملکیت کا حق منسوخ کر کے تمام ذرائع پیداوار کو قومی ملکیت قرار دے سکتی ہے۔

(۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نظام وصیت قائم فرما کر ۱۹۰۵ء میں صحیح اسلامی اقتصادی نظام پیش فرمایا ہے۔ حضور علیہ السلام نے کہیں یہ نہیں فرمایا ہے کہ حکومتِ وقت ہنگامی ضروریات کیلئے انفرادی ملکیت منسوخ کرنے کا حق رکھتی ہے۔

(۴) سیدنا حضرت امیر المومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود از روئے الہام الٰہی مثیل مسیح موعود ہیں اللّٰھم متعنا بطول حیاتہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

"آج کل بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ بے شک ایک انسان اس قدر زمین کا مالک بھی ہو سکتا ہے۔ جس کو وہ خود کاشت نہ کر سکتا ہو اور مقاطع پر بھی دے سکتا ہے۔ لیکن اگر کسی وقت حکومت مصلحت ملکی کے مطابق چاہے تو اس سے وہ زمین ضبط بھی کر سکتی ہے۔ لیکن یہ بات درست نہیں اسلام کے رو سے ایسا کرنا ویسا ہی غصب ہوگا جیسا کہ کوئی غیر حاکم کسی دوسرے کی زمین چھین لے پہلی دلیل تو اس کی یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور تمام مسلمانوں کے استعمال میں آنے والی مسجد کے لئے مدینہ میں زمین خریدنی چاہی بحق حکومت آپ نے ضبط کرنے کا ارادہ نہیں کیا۔ دوسرے اس بارہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کئی احادیث بھی مروی ہیں۔ جن سے زمین کا ضبط کرنا ناجائز ثابت ہوتا ہے۔"

(اسلام اور ملکیت زمین صفحہ ۹۶-۹۷)

پھر حضور فرماتے ہیں:-

"ائمہ اسلام نے اس بارہ میں یہ لکھا ہے کہ وہ آباد زمین جس کا مالک معلوم ہو۔ بادشاہ کو اس میں کسی قسم کا دخل دینے کا حق نہیں۔ سوائے زکوٰۃ وغیرہ کی وصولی کے جو اس زمین پر مقرر رہے۔
(الاحکام السلطانیہ ۱۶۹)"

(اسلام اور ملکیت زمین صفحہ ۹۷)

امید ہے کہ آپ میرا یہ مختصر مراسلہ ماہ ستمبر کے رسالہ میں شائع فرما کر عنداللہ ماجور ہونگے۔ تاکہ مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب دوبارہ سلسلہ کے لٹریچر کا مطالعہ فرمائیں اور اپنے اس خیال کی توجیہہ و تاویل فرمائیں۔ اور اس طرح سے عوام الناس کو بھی صحیح مسئلہ کا علم ہو جائے۔ والسلام

خاکسار:- عبدالرحیم

حال: معرفت پوسٹماسٹر صاحب۔ نوانکلی تحصیل صوابی۔

ضلع مردان۔

بقیہ شذرات از ۸

(۵) اس دلیل سے حضرت عیسیٰؑ کی وفات بھی ثابت ہے — !

حضرت خضرؑ کی وفات کے اثبات میں مولوی غلام اللہ خان صاحب راولپنڈی لکھتے ہیں:-

"ان کی وفات پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے فرداً فرداً یہ عہد لیا تھا کہ وہ اپنے بعد آنے والے ہر نبی کی تصدیق کریں۔ اور اگر اس کا زمانہ پائیں تو اس کی مدد کریں۔ اور اس کا ساتھ دیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے:-

واذ اخذ اللہ میثاق النبین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ۔ اگر حضرت خضرؑ زندہ ہوتے تو ان پر فرض تھا۔ کہ وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپؐ پر ایمان لاتے اور ہر میدانِ جنگ میں آپؐ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے۔ آپؐ کی اقتدا میں نمازیں پڑھتے۔ جمعہ میں آپؐ کیساتھ شریک ہوتے۔ مگر کسی نماز میں یا کسی میدانِ جہاد میں ان کے حاضر ہونے کا کوئی ذکر اذکار نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود حضور علیہ السلام کے زمانے میں بھی زندہ نہیں تھے۔"

(تعلیم القرآن راولپنڈی اگست ۱۹۶۴ء ص ۱۷، ۱۸)

الفرقان۔ کیا یہی دلیل حرف بحرف حضرت مسیحؑ کی وفات پر دلالت نہیں کرتی؟ بینوا توجروا۔

(۶) علماء اہل حدیث قرآن مجید پر بھی غور کریں

صحیفہ اہل حدیث کراچی میں لکھا ہے:-

"س:- کیا یہ بات سچ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اثر ہو گیا تھا؟

ج:- جی ہاں یہ بات بالکل صحیح ہے۔ لبید نامی ایک شخص نے آپؐ پر جادو کر دیا تھا۔ جس کا آپ پر دنیاوی امور میں یہ اثر ہوا کہ آپ کئے ہوئے کام کو نہ کیا ہوا سمجھتے اور نہ کئے ہوئے کام کو کیا ہوا سمجھتے۔"

(اگست ۱۹۶۴ء ص ۲۰)

الفرقان۔ قرآن مجید تو فرماتا ہے۔ وقال الظالمون ان تتبعون الا رجلاً مسحوراً (سورہ الفرقان) کہ ظالم لوگوں کا یہ قول ہے۔ کہ اے مسلمانو! تم ایک جادو کے زیر اثر آنے والے کی پیروی کر رہے ہو۔ گویا قرآن

پاک کے نزدیک وہ شخص ظالم ہے جو یہ کہتا ہے کہ نعوذ باللہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اثر ہوگیا تھا۔ علماء اہل حدیث اس آیت قرآنی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں ؟

(۷) عقیدۂ حیات پر مسلمان مفتی اور عیسائی پادری کا بیان

راولپنڈی کے مفتی عبدالرشید صاحب نے فتویٰ دیا ہے کہ:-

"حیات عیسےٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے دین اسلام کے عقائد میں سے ایک عقیدہ ہے۔ قرآن اور سنت کا مسئلہ ہے جو شخص اس کو نہیں مانے گا وہ قرآن اور سنت کو نہیں مانے گا۔"

(ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی جولائی ۱۹۶۴ء صفحہ ۳۹)

عیسائی پادری لکھتا ہے کہ:-

"باقی تمام پیوند خاک ہوگئے مگر وہ زندہ ہے اور ابد تک زندہ رہے گا۔ اہل اسلام کے مسلمات کی بناء پر وہی ایک زندۂ جاوید ہے۔ اور قرآن کہتا ہے ما یستوی الاحیاء والاموات یعنی زندے اور مردے برابر نہیں۔ (فاطر آیت ۲۲) پس لاریب وہ افضل ہے تمام کائنات سے"

(رسالہ مسیح کی شان صفحہ ۳۱)

الفرقان:- ؎ ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستانِ میت را

---

(۸) متوفیک کے معنوں کے متعلق مفتی کی جہالت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ ایک زمانہ آئے گا کہ مسندِ افتاء پر ایسے لوگ ہوں گے جو خود جاہل ہوں گے اور وہ جہالت سے فتویٰ دے کر لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ اس کا ایک نمونہ مفتی عبدالرشید صاحب راولپنڈی کے مندرجہ ذیل بیان میں موجود ہے لکھتے ہیں کہ:-

"لفظ متوفیک جو سورۂ آل عمران میں واقع ہوا ہے۔ وہاں بھی کسی طرح یہ کہنا درست نہیں ہے کہ اس کا معنی موت دینے کا ہے۔"

(رسالہ تعلیم القرآن راولپنڈی جولائی ۱۹۶۴ء صفحہ ۴)

بندۂ خدا! اگر آپ کو لغوی تحقیق کی توفیق نہ تھی۔ اور آپ علمی کتابوں اور قوامیس کے مطالعہ سے محروم تھے تو کم از کم صحیح البخاری کتاب التفسیر میں یہ تو پڑھ لیتے:-

"وقال ابن عباس متوفیک ممیتک" (الجزء الثالث صفحہ ۸۳ مطبوعہ مصر)

کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ متوفیک کے معنے ممیتک یعنی موت دینے والے کے ہیں۔ گویا حضرت ابن عباسؓ تو فرمائیں کہ متوفیک میں توفی کے معنے موت دینے کے ہیں۔ مگر مفتی عبدالرشید فرمائیں کہ "یہ کہنا درست نہیں ہے" ہم ایسے مفتیوں کے دیگر بیانات پر کیا تبصرہ کریں۔ ؎

قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا

(باقی صفحہ ۴ پر)

دو سوالات اور ان کے جواب

کمالیہ سے جناب محمد شریف صاحب لکھتے ہیں کہ :-

"چند غیر احمدی دوست مندرجہ ذیل اعتراضات کرتے ہیں۔ اور یہ مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ ان کا جواب ہمیں رسالہ "الفرقان" میں ملنا چاہیئے۔

(۱) قبل ازیں جس قدر بھی انبیاء تشریف لائے وہ کسی شخص سے پڑھے نہیں تھے۔ اگر کوئی ثبوت ہے کہ انہوں نے تعلیم حاصل کی تھی۔ تو کوئی ٹھوس ثبوت مہیا فرما دیں۔

(۲) کون سی حدیث میں حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کے متعلق یہ الفاظ آتے ہیں۔ کہ میری امت میں سب سے افضل ابو بکر رضؓ ہیں سوائے اس کے کہ کوئی نبی آجائے۔ صحیح حوالہ پیش کیجئے۔

مودبانہ گذارش ہے کہ ان سوالات کے جوابات آپ رسالہ الفرقان میں شائع فرما کر ممنون فرمادیں"

(۱) **الجواب ۱:-** قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک امتیازی شان "الامی" بیان فرمائی ہے یعنی آپ ظاہری علم حاصل کرنے کے بغیر تعلیم یافتہ ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے خود ہی ہر طرح کی تعلیم دی ہے۔ آپ ہی **النبی الامی** کی علامت کے لئے مخصوص تھے (الاعراف آیت ۱۵۷)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ اگر ہر نبی امی ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے "پڑھا ہوا نہ ہونا" شرط ہے تو پھر اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی مخصوصیت باقی نہیں رہتی۔ اس صورت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی النبی الامی قرار دینے کی کیا ضرورت ہوگی پس معلوم ہوا۔ کہ ہر نبی کے لئے امی ہونے کی شرط نہیں ہے۔

الجواب ۲:- صحیح البخاری میں لکھا ہے۔ کہ حضرت اسمٰعیلؑ جب بچے تھے تو انہیں مکہ کی وادی میں آباد کیا گیا تھا۔ اسی جگہ چشمہ زمزم کی وجہ سے بادیہ نشین عربوں کا ایک قبیلہ **بنو جرہم** آکر آباد ہو گیا تھا۔ حضرت اسمٰعیلؑ کے متعلق آگے لکھا ہے :-

شَبَّ الْغُلَامُ وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِيَّةَ مِنْهُمْ کہ آپ نے جوان ہو کر ان لوگوں سے عربی زبان سیکھی۔

(بخاری جلد ۲ ص۱۴۷ باب یزفون النسلان فی المشی)

پس جب حضرت اسمٰعیل نے جرہم قبیلہ سے عربی سیکھی ہے اور باایں ہمہ وہ نبی ہیں۔ تو معلوم ہوا۔ کہ زبان وغیرہ کا دوسرے سے سیکھنا منافی نبوت نہیں ہے۔

الجواب ۳: مصر کے مشہور عالم الشیخ رشید رضا صاحب ایڈیٹر المنار قاہرہ اپنی مشہور کتاب الوحی المحمدی میں لکھتے ہیں:۔

ثم یری الناظران سائر
انبیاء العہد القدیم کانوا
تابعین للتوراۃ متعبدین
بہا انہم کانوا ینذارسون
تفسیرہا فی مدارس خاصۃ
بہم وبابنائہم مع علوم
اخری

ترجمہ:۔ غور کرنے والا دیکھ سکتا ہے کہ عہد قدیم کے سب نبی تورات کے تابع تھے اور اسی کی اطاعت کرتے تھے وہ نبی تورات کی تفسیر ان مدرسوں میں پڑھا کرتے تھے جو ان کے اور ان کے بیٹوں کیلئے مخصوص تھے نیز اس کے ساتھ دوسرے علوم بھی پڑھا کرتے تھے۔"

(الوحی المحمدی مطبوعہ مصر صـ۱۶)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کے سب نبی باقاعدہ تعلیم پاتے رہے ہیں۔

لہذا یہ کہنا درست نہیں کہ نبی کے لئے ضروری ہے کہ اس نے عام علوم کی بھی کسی سے تعلیم حاصل نہ کی ہو۔

(۲) **حدیث**:۔ اَبُوْ بَکْرٍ اَفْضَلُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَبِیٌّ

کہ ابو بکر اس امت کے سب سے افضل فرد ہیں سوائے اس کے کوئی نبی ہو" کا حوالہ حسب ذیل ہے۔

(کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق صـ۴)

بقیہ شذرات
از صـ۳۸

(۹) مقام ختم نبوت کی تشریح اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلوی

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دھلوی رح تحریر فرماتے ہیں:۔ (۱) "اس مقام (مقام نبوت) سے اوپر ایک اور مقام آتا ہے یہ مقام جامع جمیع خصوصیات و فضائل مختلفہ ہوتا ہے جو **انسانیت کا نقطۂ کمال اور منتہائے عروج** کہلاتا ہے۔ اصطلاح میں اس مقام کو مقام ختم نبوت کہتے ہیں۔" (ماہنامہ الرحیم حیدرآباد اگست ۱۹۶۴ء صـ۴۲)

(۲) "حضرت عیسٰی علیہ السلام تک (بشمولہ) جو انبیاء تشریف لائے ان کی دعوتیں محدود تھیں اور ضرورت تھی کہ ہدایت عظمیٰ کے **مقام جامع جمیع حسنات و فضائل** پر کسی کو فائز کیا جائے اور ختم نبوت کا تاج اس کے سر پر رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے خاندان بنو ہاشم کے ایک دُرِّ یتیم کو سرفرازی بخشی اور مقام ختم نبوت پر فائز کیا اور وہ **تمام خوبیاں اور صفات و فضائل** اور وہ تمام **صلاحیتیں جو انبیاء سابقین** میں جدا جدا تھیں شخصیت واحدہ میں جمع فرما دیں ؎

حسن یوسف، دم عیسٰے، ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

جس قدر بھی **احوال و مراتب انسانیہ** ہوسکتے تھے سب اس مقام کے نیچے آئے۔ **اس سے اوپر اور اس کے بعد کوئی مقام فضل و کمال نہیں ہے۔**"

(مجلۃ الرحیم اگست ۱۹۶۴ء صـ۴۲)

ایڈیٹر کی ڈاک

(۱) جناب ایچ ایم خاں چوہان سنگاپور سے تحریر فرماتے ہیں:۔
"رسالہ الفرقان کا جولائی نمبر ملا۔ ماشاء اللہ کیا علم و معرفت اور حقائق و معارف سے پُر ہے۔ ایک دفعہ ہاتھ میں آجائے تو پھر ختم کئے بغیر چھوڑنے کو دل ہی نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور آپ کی عمر و صحت میں برکت ڈالے۔ آمین۔
آپ نے کتاب تفہیماتِ ربانیہ کے متعلق لکھا ہے کہ نیا ایڈیشن شائع ہو رہا ہے از راہِ کرم میرے لئے ایک جلد ضرور ریزرو کر لیں۔ آپ کے اعلان کے مطابق مبلغ دس روپے کی مالیت کا پوسٹل آرڈر ارسال کر رہا ہوں۔"

(۲) جناب مرزا محمد اسمٰعیل صاحب چمن سے رقمطراز ہیں:۔ "الفرقان کا تازہ نمبر ملا جس میں "ایک غلطی کا ازالہ" کے متعلق پڑھ کر بے انتہا خوشی نصیب ہوئی شکرانہ کے دو نفل ادا کئے اور آپ کے لئے بہت ہی دعا کرنے کا وقت نصیب ہوا۔ اللہ پاک آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ آپ نے یہ خوشی کی خبر شائع کر کے واقع میں دل کی بے چینی کو دور کیا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اور محترم جناب گورنر صاحب کے لئے بھی دعا دل سے نکلتی ہے۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی توفیق سے ہم عاجزوں کے دل کو خوش کیا ہے۔ رحیم و کریم اپنے فضل سے ہمارے گورنر صاحب کو صحت والی عمر دراز بخشے اور ہمیشہ خوش رکھے۔"

(۳) جناب محمد یٰسین صاحب کراچی سے تحریر فرماتے ہیں:۔ "میں آپ کو ایک خوشخبری سناتا ہوں کہ اپنی احمدیت کی تین سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے ایک عیسائی دوست کو اسلام کی آغوش میں لانے کی توفیق مل گئی ہے۔ چنانچہ عبدالحق صاحب جو شروع میں عیسائی تھے پھر مسلمان ہو گئے ہیں۔ یہ وہی صاحب ہیں۔ جو دسمبر ۱۹۶۳ء کا رسالہ جس میں آپ نے عیسائیوں کے خلاف دس پُرزور دلائل پیش کئے تھے۔ زبردستی اٹھا کر لے گئے اور جب میں نے آپ کو اس امر کی اطلاع دی تو آپ نے ایک عدد اور رسالہ بھیج کر مشکور فرمایا۔ عبدالحق صاحب کو اسلام کی خدمت کرنے کا بے حد شوق ہے۔ اور انہیں دینی علم بھی کافی ہے۔"

(۴) چٹاگانگ سے جناب مصلح الدین صاحب خادم بی اے تحریر فرماتے ہیں:۔
"کل ہی الفرقان ماہ اگست موصول ہوا تھا۔ آج ختم کر لیا ہے۔ جب بھی رسالہ ہاتھ لگتا ہے ختم کر کے چھوڑتا ہوں۔ ایک جگہ آپ نے خریدار حضرات سے خطاب کیا ہے یہ جان کر دکھ ہوا کہ قریباً چھ ہزار روپے بقایا ہونے کی وجہ سے رسالہ بہت مشکلات میں چل رہا ہے۔ رسالہ الفرقان جماعت کا ایک علمی مایۂ ناز واحد رسالہ ہے۔ خدانخواستہ

اگر مالی مشکلات کی وجہ سے بند ہوگیا۔ تو ایک عظیم صدمہ کا باعث ہوگا۔ چھ روپے سالانہ چندہ کی ادائیگی کوئی مشکل امر نہیں۔ اگر خریدار حضرات اس رسالہ کی قدر و قیمت کا اندازہ کریں تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ صرف ہمت کی ضرورت ہے۔

آپ براہ مہربانی شہر چٹاگانگ یا مشرقی پاکستان کے جملہ بقایا دار خریداروں کی ایک فہرست ارسال کردیں میں انشاء اللہ تعالیٰ بقایا کی ادائیگی کی طرف احباب کو توجہ دلاؤں گا۔ اور جو بھی خدمت اس سلسلہ میں آپ مجھ سے لینا چاہتے ہوں میں اس کے لئے تیار ہوں "

الفرقان۔ تمام دردمند احباب جنہوں نے اس بارے میں مزید تعاون کا ہاتھ بڑھایا ہے۔ میں ان سب کا شکر گذار ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر بخشے آمین اللہ تعالیٰ کے فضل سے الفرقان جاری رہے گا۔ اور اس کے معاونین اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنا اجر پائیں گے۔

اہل سنت کے نزدیک مودودی جماعت گمراہ کن ہے

رسالہ تنظیم اہلسنت لاہور لکھتا ہے کہ:-

" مولانا (غلام غوث صاحب ہزاروی) نے مودودی جماعت کے عقائد کا پول کھولتے ہوئے فرمایا کہ آپ ان کے فریب میں نہ آنا کیونکہ یہ گمراہ کن جماعت ہے "

(جولائی ۶۴ء ص ۲۸)

جناب مودودی صاحب کے نام
ایک مکتوب

جناب مولوی امین احسن صاحب اصلاحی نے جناب مودودی صاحب کو لکھا کہ:-

" آپ اس کارنامہ کی مصلحتیں مجھے سمجھانے کی بجائے بہتر ہے۔ کہ اب معاملہ کو مستقبل کے مورخ کے حوالہ کیجئے۔ اس کے سامنے ہم سے زیادہ واضح نتائج ہوں گے۔ اور وہ زیادہ بہتر طریقہ پر فیصلہ کر سکے گا کہ آپ نے جو کچھ کیا اس سے کیا برکتیں ظہور میں آئیں مجھے اپنی سیاسی بصیرت پر اتنا اعتماد نہیں ہے کہ کوئی بات آپ کی طرح دعویٰ کے ساتھ کہہ سکوں۔ لیکن اتنا ضرور عرض کروں گا کہ آپ کے سوا شاید کوئی ایسا بدقسمت لیڈر رہو۔ جس نے ایک معمولی crisis سے عہدہ برآ ہونے میں وہ بے بصیرتی دکھائی ہو۔ جو آپ نے دکھائی۔ آپ نے میری لیڈری کے موہوم خطرہ سے لڑنے میں برسوں کے اس کئے کرائے پر پانی پھیر دیا۔ جس میں آپ کی طرح دوسروں کی محنتوں کا بھی بہت کچھ حصہ تھا "

([illegible] جماعت اسلامی کا [illegible] ص ۳۴ مطبوعہ [illegible])

الفرقان کے خاص معاونین کے لئے تحریکِ دُعا

مندرجہ ذیل بزرگوں اور احباب نے الفرقان کی دس سالہ خریداری منظور فرما کر امداد فرمائی ہے احباب بھی ان کیلئے دعا فرمائیں جزاہم اللہ احسن الجزاء (ایڈیٹر)

ربوہ دار الہجرت

- سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ
- حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب
- حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضؓ
- حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب
- حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری
- حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب بھٹی
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب خالد ایم اے
- جناب رفیق احمد صاحب ثاقب ایم ایس سی
- جناب چوہدری یحییٰ حسن صاحب باجوہ
- جناب ڈاکٹر محمد جی صاحب ہیلتھ آفیسر
- جناب قریشی عبد الرشید صاحب بی اے ایل ایل بی
- جناب چوہدری محمد لطیف صاحب ایم اے غانا
- جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب سابق مبلغ افریقہ

قادیان دار الامان

- حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت
- جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
- جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی مرحوم
- جناب چوہدری سعید احمد صاحب بی اے
- جناب چوہدری محمد عبد اللہ صاحب
- جناب ماسٹر محمد ابراہیم صاحب
- جناب سید شہامت علی صاحب ساہنہ رتن
- جناب حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری
- جناب مسعود احمد صاحب انیس 〃
- جناب ڈاکٹر بشیر احمد صاحب آئی سپیشلسٹ
- جناب ڈاکٹر عطر دین صاحب
- جناب حکیم چوہدری بدر دین صاحب عامل
- جناب چوہدری منور علی صاحب فوٹوگرافر
- جناب عبید الرحمن صاحب فانی
- جناب چوہدری عبد القدیر صاحب

ضلع جھنگ

- جناب میاں بشیر احمد صاحب امیر جماعت
- جناب ملک محمد حیات صاحب تنبو آنہ
- جناب چوہدری عبد الحلیم خانصاحب فاضل
- جناب حافظ مبارک علی خان صاحب فاضل
- ولد احمد علی خان صاحب چنیوٹ

ضلع سرگودھا

- جناب مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت
- جناب حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب
- جناب چوہدری جلال الدین صاحب چک ۴۷ جنوبی
- جناب شیخ محمد اقبال صاحب پراچہ
- جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب آڑھتی
- جناب میجر شمیم احمد صاحب جوہر آباد

ضلع لاہور

- جناب چوہدری اسد اللہ خانصاحب امیر جماعت
- جناب شیخ بشیر احمد صاحب سابق جج ہائیکورٹ
- جناب چوہدری محمد شفیع صاحب کمیشن ایجنٹ پتوکی
- جناب خواجہ محمد شریف صاحب برانڈرتھ روڈ
- جناب امیر الدین صاحب رتن باغ
- جناب ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب
- جناب چوہدری فتح محمد صاحب لاہور ریپبلک ٹرانسپورٹ
- جناب محمد ابراہیم صاحب باعث ریڈیو سروس
- جناب چوہدری اعجاز نصر اللہ خانصاحب ایڈووکیٹ
- جناب ر نور احمد خانصاحب گوالمنڈی
- جناب سراج الدین صاحب نسبت روڈ
- جناب چوہدری عبد الحکیم خانصاحب میکلوڈ روڈ
- جناب سردار بشیر احمد صاحب ایس ڈی او
- جناب قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ
- جناب چوہدری عبد الحمید صاحب ماڈل ٹاؤن
- جناب ڈاکٹر محمد عبد الحق صاحب ایم بی بی ایس
- جناب ملک عبد اللطیف صاحب ستکوہی
- جناب حافظ عبد الکریم صاحب فضل
- جناب محمد عثمان صاحب لکشمی مینشن
- جناب ایس یو۔ شیخ صاحب کوثر
- مینجنگ ڈائریکٹر۔ کوثر کمپنی لمیٹڈ
- جناب حکیم سراج الدین صاحب بھاٹی گیٹ
- جناب ڈاکٹر احسان علی صاحب میکلوڈ روڈ
- جناب مسٹر اے، اے بھٹی صاحب مال روڈ
- جناب شیخ بشیر احمد فضل احمد صاحبان سمن آباد
- جناب رشید احمد صاحب ملک
- جناب صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب
- جناب خانصاحب میاں محمد یوسف صاحب
- جناب مرزا عبد الرحمٰن صاحب ناصر مرحوم
- جناب شیخ محمد شریف صاحب سمن آباد ،
- جناب ماسٹر حسن دین صاحب راوی پارک
- جناب چوہدری فضل الرحمٰن صاحب مال روڈ
- جناب شیخ بشیر احمد صاحب ٹھیکیدار
- جناب چوہدری محمد عزیز احمد صاحب ریٹائرڈ جج
- جناب عبد الرشید صاحب افریقی جسونت بلڈنگ
- جناب چوہدری منور لطف اللہ خانصاحب ایڈووکیٹ
- جناب حضرت اللہ پاشا صاحب ایم اے
- جناب خواجہ امیر بخش صاحب آف آسٹریلیا
- جناب چوہدری منور احمد صاحب مال روڈ
- محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری عزیز احمد صاحب

راولپنڈی

- جناب سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب چھاؤنی
- جناب شیخ غلام حیدر صاحب کالج روڈ
- جناب صوفی محمد شفیع صاحب صدر

• جناب چوہدری میجر عزیز احمد صاحب

• جناب کیپٹن اے۔ یو۔ زیڈ احمد صاحب

• محترمہ بیگم صاحبہ جناب میاں حیات محمد صاحب

• جناب رفیق احمد صاحب دہلوی نیا محلہ

• جناب محمد ادریس صاحب باباردڈا روڈ

• جناب کیپٹن محمد اسحٰق صاحب مری روڈ

• جناب محمد یونس صاحب فاروق سٹیلائٹ ٹاؤن

• جناب سید مقبول احمد صاحب ڈلہوزی روڈ

• جناب سید منظور علی صاحب سٹیلائٹ ٹاؤن

• جناب ملک مظفر احمد صاحب کالج روڈ

• جناب ایم۔ اے غنی صاحب بی۔ اے

• جناب ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب خاکی بی اے

• جناب قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی

• جناب قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی آف نیروبی

• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ

• جناب صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب

• جناب میاں ضیاء الدین صاحب

ضلع ملتان

• جناب ملک عمر علی احمد صاحب مرحوم

• جناب ڈاکٹر عبدالکریم صاحب

• جناب پیر نصیر احمد صاحب ریڈیو فدرملین

• جناب چوہدری عبدالحفیظ صاحب ایڈووکیٹ

• جناب ماسٹر نواب دین صاحب ایم اے

• جناب ڈاکٹر رفیق احمد صاحب ایم بی بی ایس

بورے والہ

• جناب شیخ محمد اسلم محمد سلیم صاحبان کمیشن ایجنٹ

• جناب شیخ محمد منیر صاحب احمد دنیاپور

• جناب چوہدری منور احمد خانصاحب حرم گیٹ

• جناب چوہدری محمد اکرام اللہ صاحب ادیگا ریڈیو کمپنی

• جناب حکیم انور حسین محمود احمد صاحبان

دواخانہ دارالشفاء خانیوال

• جناب سیٹھ اللہ جوایا صاحب حسین آگاہی

• جناب چوہدری عبداللطیف صاحب

• جناب بشارت احمد صاحب باجوہ اوورسیر

• جناب چوہدری شریف احمد، ولی محمد صاحبان خانیوال

• جناب شیخ عبدالغفور صاحب پٹواری نہر

ضلع شیخوپورہ

• جناب چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ

• جناب شیخ محمد بشیر صاحب آزاد انیا لوی راشن ڈیلر

منڈی مریدکے

• جناب حافظ عبدالواحد صاحب ایم اے بی ٹی

• جناب ڈاکٹر عمر الدین صاحب زدن ملیریا آفیسر

ضلع گوجرانوالہ

• جناب عبدالرحمٰن صاحب صابر سیور سنگر مشین

• جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب گورا وزیر آباد

• جناب میاں برکت علی، غلام علی احمد صاحبان 〃

• جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب اینڈ برادرز 〃

• جناب ملک منظور احمد صاحب لاہوری گیٹ 〃

• جناب چوہدری محمد شریف صاحب فیروز والہ

• جناب میاں محمد شریف صاحب باغبانپورہ

• جناب چوہدری عبدالحمید صاحب نخانہ بازار

• جناب چوہدری مقبول احمد صاحب انسپکٹر ریلوے

• جناب سید سجاد حیدر صاحب قانونگو (ربوہ)

• جناب میاں محمد خان، اکبر علی صاحبان وزیر آباد

• جناب میاں عنایت اللہ صاحب فاروق

• جناب بشیر احمد صاحب ایگزیکٹو انجنیئر نظام آباد

• جناب میاں قمر الدین صاحب کھوکھر مرحوم گوجرانوالہ

• جناب چوہدری پیر محمد صاحب ہیڈ کلرک

• جناب چوہدری عزیز اللہ خان صاحب

ضلع جہلم

• جناب سیٹھی خلیل الرحمٰن صاحب مین محلہ

• جناب سیٹھی عبدالحق صاحب، مین بازار

• جناب حوالدار مبارک احمد صاحب پکوال

ضلع گجرات

• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ

امیر جماعت احمدیہ گجرات

• جناب چوہدری عبدالمالک صاحب شاہد کھاریاں

• محترمہ بیگم صاحبہ جناب میاں عبدالعزیز صاحب

منڈی بہاؤالدین

• جناب مرزا صفدر جنگ ہمایوں صاحب ملکوال

ضلع سیالکوٹ

• جناب چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ ایڈووکیٹ

• تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں بذریعہ

جناب ابوالقاسم الدین صاحب امیر جماعت

• جناب حکیم سید پیر احمد شاہ صاحب

• جناب چوہدری عبدالستار صاحب ڈرگ گانوالی

• جناب میاں سلطان احمد خان صاحب منڈی بیکے

• جناب محمد علی صاحب ڈسپنسر کوٹ نیناں

• جناب چوہدری غلام حسین صاحب گوہد پور

• جناب خواجہ عبدالرحمٰن صاحب ٹھیکیدار

• جناب چوہدری خالد سیف اللہ خانصاحب

• جناب میجر چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ

• جناب رانا عبدالحمید خانصاحب کنجروڑ

کوئٹہ

• جناب شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ

• جناب شیخ کریم بخش صاحب مرحوم

• جناب شیخ محمد اقبال صاحب جناح روڈ

• جناب شیخ عبدالاحد صاحب تاجر

• مجلس خدام الاحمدیہ شارع فاطمہ جناح

• جناب الحاج خلیفہ عبدالرحمٰن صاحب

• جناب ماسٹر عبدالکریم صاحب

• جناب محمد عبدالحق صاحب سنجوعہ میڈیکل ہال

• احمدیہ پبلک لائبریری شارع فاطمہ جناح

• جناب خان عبدالوحید خان صاحب

• جناب ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب ڈی ایچ پی

• جناب ڈاکٹر میجر سراج الحق خان صاحب

• سیٹھ محمد سعید صاحب

• جناب سید قربان حسین شاہ صاحب

• جناب چوہدری محمود احمد صاحب

• جناب عطاء الحق خانصاحب منفعی روڈ

اضلاع سابق صوبہ سندھ

• جناب چوہدری سلطان علی صاحب محراب پور
• جناب نصیر احمد خانصاحب ناصر خانپور
• جناب حاجی عبدالرحمٰن صاحب رئیس باندھی
• جناب محمد عبداللہ صاحب ، ، ،
• جناب علاؤ الدین صاحب گوٹھ علاؤالدین
• جناب چوہدری عطاء محمد صاحب گوٹھ امام بخش
• جناب ، غلام نبی صاحب
• جناب ، محمد عبداللہ صاحب
• جناب ، برکت علی صاحب،
گوٹھ مسر دار محمد پنجابی
• جناب حاجی کریم بخش صاحب گوٹھ قمر آباد
• جناب رئیس عبدالحمید صاحب باندھی
• جناب ڈاکٹر فقیر محمد صاحب
• جناب ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب نواب شاہ
• جناب سیٹھ محمد دین صاحب مرحوم
• جناب چوہدری صادق احمد صاحب دریا خان مری
• جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب
پریذیڈنٹ نواب شاہ
• جناب چوہدری ننھے خاں صاحب
• جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب صدیقی
امیر جماعت احمدیہ میر پور خاص
• جناب چوہدری غلام رسول صاحب
• جناب بابو عبدالغفار صاحب حیدر آباد
• مجلس خدام الاحمدیہ گوٹھ جمال پور
• جناب چوہدری شاہ دین صاحب
گوٹھ شاہ دین۔
• جناب فضل الرحمٰن خانصاحب۔
زیل پاک سیمنٹ فیکٹری حیدر آباد
• جناب ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب رحیم آباد
• جناب چوہدری فضل احمد صاحب
پریذیڈنٹ جماعت رحیم یار خاں
• جناب حاجی قمر الدین صاحب گوٹھ قمر آباد
• جناب چوہدری شریف احمد صاحب کرنڈی
• جناب مولوی عبدالحق صاحب ، ،
• جناب چوہدری رحمت اللہ صاحب
ڈیرہ نواب شاہ
• جناب چوہدری محمد اکرام صاحب شاہ لطیف آباد

بہاولپور

• جناب عزیز محمد خانصاحب بہاولپور
• جناب مولوی غلام نبی صاحب ایاز
• جناب چوہدری غلام احمد صاحب اشرف

کراچی

• جناب شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ
• جناب سردار بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
• جناب ملک مبارک احمد صاحب
• جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کاٹھی والے
• جناب چوہدری غلام احمد صاحب فردوس کالونی
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب منیر
• جناب میاں عطاء الرحمٰن صاحب طاہر
• محترمہ والدہ صاحبہ شیخ محمد رفیق صاحب
ایشو افریقن کمپنی کراچی۔
• جناب حافظ عبدالغفور صاحب ناصر
• جناب چوہدری مسعود احمد صاحب خورشید
• جناب چوہدری محمد خالد صاحب
• جناب شیخ عبدالحفیظ صاحب ۳ مارکیٹ روڈ
• جناب محمد شریف صاحب چغتائی
• محترمہ انور سلطانہ صاحبہ بیگم ایم اے ارشاد صاحب
• جناب عبدالرزاق صاحب مہتہ
• جناب عبدالقاسم صاحب بنگالی
• جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے لاہور
• جناب مولوی صدر الدین احمد صاحب
• محترمہ حمیدہ بیگم اہلیہ مولوی صدر الدین احمد صاحب
• جناب میجر محمد عبداللہ صاحب مہار
• جناب ملک رشید احمد صاحب بندر روڈ
• جناب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب
• جناب چوہدری شاہنواز خانصاحب
شاہ نواز لمیٹڈ
• جناب چوہدری احمد مختار صاحب المختار لمیٹڈ
• جناب چوہدری آفتاب احمد خانصاحب کشور روڈ
• جناب چوہدری احمد جان صاحب اکبر منزل
• جناب میجر عبداللطیف صاحب مالیر کینٹ
• جناب چوہدری شریف احمد صاحب ڈرگ روڈ
• جناب عبدالرحیم صاحب مدہوش ماڈرن روڈ
• جناب مولوی عبدالمجید صاحب دہلوی نائب امیر جماعت
• جناب بشیر احمد صاحب ڈرائیور
• جناب حاجی شیخ رشید احمد صاحب
• جناب مرزا محمد رفیق صاحب چغتائی ناظم آباد
• جناب مرزا عبدالوحید صاحب لیاری کوارٹرز۔
• محترمہ انور بیگم صاحبہ اہلیہ فضل حق خان صاحب
• جناب ملک منیر احمد صاحب فیمر سینما
• جناب سعید احمد خان صاحب

بہاولنگر

• جناب چوہدری غلام مصطفےٰ احمد الدین صاحبان
چک $\frac{184}{L-R}$
• جناب چوہدری غلام نبی صاحب گرداور
سوڈا بستی۔
• جناب چوہدری غلام قادر صاحب کمیشن ایجنٹ
• جناب چوہدری علم الدین صاحب ،
ہارون آباد۔
• جناب مولوی محمد شفیع صاحب دکاندار چک $\frac{176}{L-R}$
• جناب چوہدری عبدالعزیز صاحب باجوہ
ہارون آباد۔
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب چک $\frac{103}{4-R}$

پشاور

• جناب محمد سعید احمد صاحب نشتر آباد
• جناب الحاج نوابزادہ محمد امین خانصاحب بنوں
• جناب مولوی خلیل الرحمٰن صاحب فاضل پشاور

لائلپور

• جناب صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب

- جناب مبارک علی صاحب راجباہ روڈ
- جناب مولوی برکت علی صاحب لائق لدھیانوی مرحوم جڑانوالہ
- جناب شیخ الحاج عبد اللطیف صاحب
- جناب رانا محمد نعیم صاحب ولد رانا چراغدین صاحب چک ۹۴ گ۔ب۔

دیگر اضلاع

- جناب چوہدری محمد شریف صاحب امیر جماعت منٹگمری
- جناب ملک محمد مستقیم صاحب ایڈووکیٹ
- جناب شیخ محمد صاحب سکول رینالہ اسٹیٹ
- جناب سید بشیر احمد شاہ صاحب مانسہرہ
- جناب سردار امیر محمد خان صاحب قیصرانی
- جناب مختار احمد صاحب بٹ کوٹلی
- جناب محمد منظور احمد صاحب ایڈووکیٹ کوٹلی
- جناب محمد لطیف صاحب دکاندار 〃
- جناب سید محمد حسین شاہ صاحب
- جناب قاضی برکت اللہ صاحب ایم اے سابق پروفیسر گورنمنٹ کالج میر پور آزاد کشمیر
- جناب میجر حمید احمد صاحب کلیم 〃
- جناب ڈاکٹر مرزا عبد الرؤف صاحب کیمبل پور
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب منٹگمری

مشرقی پاکستان

- جناب مولوی ابو العلاء محمد صاحب بی اے امیر جماعت احمدیہ مشرقی پاکستان
- جناب ایس۔ ایم حسن صاحب ڈھاکہ
- جناب قاضی خلیل الرحمٰن صاحب خادم بخشی بازار روڈ۔
- جناب محمد سلیمان صاحب ڈھاکہ
- جناب مولوی ابو الخیر محب اللہ صاحب محمود نگر
- جناب صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب ڈھاکہ
- جناب ڈاکٹر عبد الصمد صاحب ڈی۔پی۔ایچ نارائن گنج۔
- جناب شیخ عبد الحمید صاحب ڈھاکہ
- جناب چوہدری انور احمد صاحب کاہلوں نارائن گنج
- جناب چوہدری سیف اللہ خانصاحب سیفی
- جناب ملا محمد فضل کریم صاحب
- جناب چوہدری عزیز احمد صاحب شاہنواز لمیٹڈ۔ ڈھاکہ
- جناب ملک محمد طفیل صاحب ڈھاکہ
- جناب محمد حبیب اللہ صاحب نارائن گنج
- جناب شیخ ظفر احمد صاحب میاں اینڈ کمپنی ڈھاکہ
- جناب سید میجر ضیاء الحسن صاحب چٹاگانگ
- جناب چوہدری احسان اللہ صاحب 〃
- جناب میاں محمد انور، ڈاکٹر محمد شفیق صاحبان چٹاگانگ۔
- جناب احمد علاؤ الدین صاحب چٹاگانگ
- محترمہ محمودہ بیگم سعدی صاحبہ 〃
- جناب محمد اسحق صاحب قریشی 〃
- جناب سید سہیل احمد صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر ڈھاکہ۔

بھارت

- جناب مولٰنا محمد سلیم صاحب کلکتہ
- جناب مولٰنا بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ
- جناب میاں محمد حسین صاحب کلکتہ
- جناب فضل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ پٹنہ
- کمال الدین صاحب مدراس
- جناب محمد عبد اللہ صاحب بی۔ایس سی ایل ایل بی حیدر آباد
- جناب مولوی سراج الحق صاحب حیدر آباد دکن
- جناب صدیق امیر علی صاحب مالا بار
- جناب میاں محمد عمر صاحب پنجاب ہاؤس کلکتہ
- جناب میاں محمد بشیر صاحب سہگل 〃
- جناب سیٹھ محمد الیاس صاحب حیدر آباد دکن
- جناب مولوی محمد شمس الدین صاحب کلکتہ
- جناب سیٹھ معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ
- جناب بابو تاج دین صاحب سرینگر
- جناب سید بشیر الدین صاحب کلکتہ
- جناب سیٹھ محمد صدیق صاحب 〃
- جناب محمد مجید صاحب سولیجہ کانپور
- جناب محمد عبد الغنی صاحب چنتہ کنٹہ

لنڈن

- جناب چوہدری عبد الرحمٰن خانصاحب مولوی فاضل
- جناب خان بشیر احمد صاحب رفیق نائب امام مسجد لنڈن

دیگر ممالک

- جناب صالح الشبیبی الہندی صاحب سورابایا۔ انڈونیشیا۔
- محترمہ امۃ النصیر صاحب اہلیہ مکرم صالح الشبیبی صاحب
- جناب چوہدری نذیر احمد صاحب ایم ایس سی کماسی۔غانا
- جناب مسٹر ناظم خانصاحب غوری مشرقی افریقہ
- جناب افتخار احمد صاحب ایاز یکوبہ
- جناب ایم اے ظفر صاحب ایم۔بی بی ایس ٹابورہ۔ ٹانگانیکا۔
- جناب مولٰنا محمد اسمٰعیل صاحب منیر روز ہل۔ ماریشس حال ربوہ
- جناب چوہدری عبد الستار صاحب کویت
- جناب ایم۔ اے ہاشمی صاحب 〃
- جناب سید عبد الرحمٰن صاحب امریکہ
- احمدیہ مسلم مشن نائیجیریا
- جناب حکیم طاہر محمد صاحب سنگاپور
- جناب عبد الغفور رحمن بخش صاحب امریکہ
- جناب عبد العزیز رحمن بخش صاحب امریکہ
- جناب ایم۔ وائی ندیم صاحب نیروبی ایسٹ افریقہ۔
- جناب ڈاکٹر ایس۔ اے لطیف صاحب علان

بقایا دار حضرات توجہ فرمائیں

گزشتہ شمارہ کے بعد متعدد احباب نے اپنے ذمہ کے بقایا جات ادا فرما کر ممنون فرمایا ہے۔ جزاہم اللہ خیراً۔ اگر آپ کے ذمہ بھی بقایا ہے تو جلد توجہ فرما دیں۔

(مینجر الفرقان ربوہ)

مکتبہ الفرقان کی کتابوں کی فہرست

اپنی ضرورت کی کتب اس مکتبہ سے طلب فرمائیں

۱۔ حیاتِ نور ۰۰ — ۱۰
۲۔ حیاتِ طیبہ ۰۰ — ۶
۳۔ تحریری مناظرہ (عیسائیوں سے) ۵۰ — ۱
۴۔ کلمۃ الحق (شیعوں سے) ۷۵ — ۰
۵۔ مباحثہ مصر اردو ۶۲ — ۰
۶۔ مباحثہ مصر انگریزی ۲۵ — ۱
۷۔ القول المبین ۰۰ — ۲
۸۔ احکام القرآن ۵۰ — ۳
۹۔ مذہب کے نام پر خون اعلیٰ کاغذ ۷۵ — ۱
" " ادنیٰ کاغذ ۵۰ — ۱
۱۰۔ درد و درماں ۲۵ — ۱
۱۱۔ سیرت احمدؑ اعلیٰ کاغذ ۰۰ — ۲
" " ادنیٰ کاغذ ۵۰ — ۱
۱۲۔ شان خاتم النبیین ۵۰ — ۱
۱۳۔ قولِ بلیغ ۵۰ — ۱
۱۴۔ حضرت مسیح کشمیر میں ۵۰ — ۱
۱۵۔ انعامات خداوند کریم ۰۰ — ۳
۱۶۔ زندہ خدا کے زندہ ثبوت ۵۰ — ۰
۱۷۔ میری داستان ۵۰ — ۱
۱۸۔ ظہور احمد موعودؑ ۵۰ — ۱
۱۹۔ فقہ احمدیہ (شمع حرم مع قندیل حرم) — ۳
۲۰۔ جاء الحق ۵۰ — ۰

۲۱۔ شہداء الحق ۰۰ — ۱
۲۲۔ نور احمدؐ ۳۱ — ۰
۲۳۔ روح اسلام یا نعمت الہام ۱۲ — ۰
۲۴۔ حقیقۃ الشہادتین ۵۰ — ۰
۲۵۔ حیات قدسی ۰۰ — ۱
۲۶۔ پاکستان کے گودڑ دوارے ۷۵ — ۰
۲۷۔ ہمارا آقا مجلد ۰۰ — ۲
۲۸۔ درثمین عکسی اعلیٰ جلد ۰۰ — ۲
" " " عام جلد ۵۰ — ۱
۲۹۔ کلام بشیر ۲۵ — ۰
۳۰۔ ایمان کی باتیں ۰۰ — ۱
۳۱۔ صحائف قران ۵۰ — ۱
۳۲۔ سیرت حضرت ام المومنینؓ ۵۰ — ۴
۳۳۔ آپ بیتی مجاہد بخارا۔ اعلیٰ کاغذ ۵۰ — ۲
" " " ادنیٰ کاغذ ۰۰ — ۲
۳۴۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے ۰۰ — ۱
۳۵۔ کلام محمود ۲۵ — ۱
۳۶۔ درثمین (نیوز پرنٹ) ۶۲ — ۰
۳۷۔ مباحثات نیروبی ۵۰ — ۱
۳۸۔ موجودہ عیسائیت کا تعارف ۱۲ — ۰
۳۹۔ عیسائیت نمبر الفرقان ۲۵ — ۱

۴۰۔ امامت نمبر الفرقان ۲۵ — ۱
۴۱۔ حضرت حافظ روشن علی نمبر ۰۰ — ۱
۴۲۔ حضرت میر محمد اسحاق نمبر ۵۰ — ۱
۴۳۔ درویشان قادیان " ۵۰ — ۲
۴۴۔ قمر الانبیاء نمبر اعلیٰ کاغذ ۰۰ — ۲
۴۵۔ خلافتِ حقہ ۵۰ — ۰
۴۶۔ اسلام پر ایک نظر ۶۲ — ۰
۴۷۔ OUR TEACHING ۰۰ — ۱
۴۸۔ ISLAM ON THE MARCH ۷۵ — ۰
۴۹۔ MORAL AND SPIRITUAL TRAINING ۷۵ — ۰

نوٹ

(۱) سلسلہ احمدیہ کی دیگر تمام کتب بھی ہم سے طلب فرمائیں۔
(۲) تفہیمات ربانیہ دوبارہ طبع ہو رہی ہے اس کی پیشگی رقم دس روپے ابھی بھجوا کر ممنون فرما دیں۔

(مینجر مکتبہ الفرقان ربوہ)

(طابع و ناشر۔ ابو العطاء عبد اللہ جالندھری۔ مطبع۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت:۔ دفتر الفرقان ربوہ ضلع جھنگ

تفہیمات ربانیہ پر تجربہ کار رئیس التبلیغ کا تبصرہ

(محترم جناب شیخ مبارک احمد صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد کے قلم سے)

اس خبر سے خوشی ہوئی کہ محترم مولانا ابوالعطاء صاحب اپنی تصنیف تفہیمات ربانیہ کو جو عشرہ کاملہ کے جواب میں ایک لاجواب تصنیف ہے دوبارہ شائع کر رہے ہیں۔ بلا شک و شبہ ان اعتراضات کے جواب میں جو غیر احمدی علماء کی طرف سے احمدیت کے متعلق کئے جاتے ہیں یہ تصنیف لاجواب ہے۔ ہر اعتراض کا مکمل و مدلل اور مسکت جواب محققانہ انداز میں لکھا گیا ہے۔ جب سالہا سال قبل پہلی دفعہ یہ کتاب شائع ہوئی تو اس وقت کے مبلغین بالعموم اسے اپنے پاس رکھتے اور مناظروں اور مباحثوں میں اس کتاب کے پیش کردہ مواد سے بہت فائدہ اٹھاتے تھے اگرچہ آجکل غیر احمدی علماء کے اعتراضات کی نوعیت کسی حد تک بدل چکی ہے۔ تاہم بڑی بھاری تعداد اعتراضات اور نکتہ چینیوں کی جسے عشرہ کاملہ کے مصنف نے اپنی کتاب میں جمع کر کے احمدیت پر سخت حملہ قرار دیا تھا آج بھی مخالف کیمپ سے جماعت احمدیہ کے خلاف ان ہی کو پیش کیا جاتا ہے۔ تفہیمات ربانیہ جب پہلی بار چھپی تھی تو خاکسار نے بڑے شوق سے اسے خریدا اور ہمیشہ اسے زیر مطالعہ رکھا اور اس سے استفادہ کرتا رہا بلکہ مناظروں اور بحث و مباحثہ اور دیگر تبلیغی اغراض کے پیش نظر اسکا انڈکس بھی تفصیل کے ساتھ تیار کر کے کتاب کے شروع میں لگا دیا تھا تا بوقت ضرورت فوری طور پر ضروری مواد اور حوالہ نکالا جا سکے۔ سمجھدار علمی طبقہ میں تفہیمات ربانیہ کی اشاعت خداتعالی کے فضل سے احمدیت کی مخالفت کا کارگر جواب ہے۔ اور جاءالحق وزهق الباطل کا نظارہ پیش کرتی ہے۔

محترم مولانا ابوالعطاء صاحب کی اسلام و احمدیت کے لئے عظیم علمی خدمات میں سے کتاب تفہیمات ربانیہ کی تصنیف اور اب اسکی دوبارہ اشاعت بلاریب مزید قابل قدر تبلیغی و علمی خدمت ہے جزاہ اللہ تعالی احسن الجزاء۔

میرے نزدیک جماعت کے دوستوں کو بالعموم اور ہر ایک مربی، معلم، اور تبلیغی جہاد کا جذبہ رکھنے والے اور اس جذبہ کو عملی جامہ پہنانے والے احباب کو بالخصوص چاہئے کہ وہ اس تصنیف کو زیر مطالعہ رکھیں اور اس سے استفادہ حاصل کریں بلکہ غیر احمدی احباب میں اسکو تقسیم کریں تاوہ حق و باطل میں امتیاز کر کے راہ صواب پر گامزن ہو سکیں۔

خاکسار　　شیخ مبارک احمد

ربوہ ۱۴-۸-۶۴

نوٹ:- تفہیمات ربانیہ کی کتابت و طباعت شروع ہے۔ حجم آٹھ صد صفحات ہوگا۔ پہلے کی نسبت ایک سو صفحات کا اضافہ ہے۔ تمام نئے اعتراضات کے جوابات بھی شامل کئے جارہے ہیں سفید کاغذ مجلد کی قیمت گیارہ روپے اور اخباری کاغذ پر قیمت آٹھ روپے مقرر ہے۔ پیشگی بھیجنے والوں سے ایک روپیہ کم قیمت لی جائیگی۔ جلد پیشگی بھیج کر اپنا نسخہ محفوظ کروا لیں۔

(مینجر مکتبہ الفرقان ربوہ)

حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری کا گرامی نامہ

رسالہ الفرقان کی توسیع اشاعت کے لئے دعا اور خاص تحریک

مکرمی و محترمی مولانا ابوالعطاء صاحب زادکم اللہ مجداً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں آپکی خدمت میں یہ تحریر کرتا ہوں۔ کہ رسالہ الفرقان میں جو مضامین شائع ہوتے ہیں۔ اور سلسلہ کو ان کے ذریعہ جو فوائد پہنچتے ہیں۔ انکو مدنظر رکھکر میں ہمیشہ، سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی تحریک کے مطابق، الفرقان کی اشاعت ایک لاکھ ہونے کے لئے دعا بھی کرتا ہوں۔ نیز میں چونکہ دس سالہ خریدار بھی ہوں۔ زندگی کے آخری حصہ میں پہنچا ہوا ہوں۔ اس لئے میری وفات کے بعد بھی بیس سال تک یہ رسالہ میرے نام سے جاری رہے۔ اسکے لئے ۱۲۰ روپے ہدیہ پیش کرتا ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کو رسالہ کی خاص اعانت کی توفیق عطا فرماوے۔ اگر اس ایک ادنیٰ صحابی کی تحریک پر ایک ہزار آدمی بھی کھڑے ہو جائیں۔ تو آپ اس رسالہ کو اعلیٰ شان کے ساتھ شائع کر سکیں گے۔ نیز یہ عرض ہے۔ کہ اگر میری پہلی دس سالہ پیشگی قیمت میری زندگی میں ختم ہوجائے۔ تو تازیست خریداری کی اور رقم ادا کرونگا انشاءاللہ تعالیٰ۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دعاگو خاکسار

قدرت اللہ سنوری

الفرقان:۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولوی صاحب کو لمبی اور صحت مند زندگی عطا فرمائے۔ ہم ان کی اس عملی تحریک پر ان کے بہت شکرگزار ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپا